

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

پہلا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ 16 اگست 2018ء (4 ذوالحجہ 1439 ھجری)۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعاۓ مغفرت۔	04
3	جناب نصراللہ خان زیرے، رکن اسمبلی کی حلف برداری۔	04
4	اپیکر کے انتخاب کے لئے ووٹنگ۔	05
5	نون منتخب اپیکر میر عبدالقدوس بننجو کی حلف برداری۔	09
6	ڈپٹی اپیکر کے انتخاب کے لئے ووٹنگ۔	16
7	نون منتخب ڈپٹی اپیکر سردار بابر خان موسیٰ خیل کی حلف برداری۔	17

ایوان کے عہدیدار

اپیکر محترمہ راحیلہ حمید خان دُرانی
 نو منتخب اپیکر میر عبدالقدوس بزنجو
 نو منتخب ڈپٹی اپیکر سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی جناب شمس الدین
 ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) جناب عبدالرحمن
 چیف رپورٹر جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا جلاس

بروز جمعرات سورخہ 16 اگست 2018ء، (4 ذوالحجہ 1439 ھجری) بوقت سے پہر 3 بجے 45 منٹ پر زیر صدارت میڈم اپیکر، محترمہ راحیلہ حمید خان دُرانی، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔
میڈم اپیکر:

السلام علیکم! Please close the doors. اب آپ یہ دروازہ نہیں کھولیں گے please۔
جی کا روائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذنَا
إِنْ نَسِيْنَا أَوْ أَخْطَأْنَا ح رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ح
رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ح وَاعْفُ عَنَّا وَقْفَةً وَاغْفِرْنَا وَقْفَةً وَارْحَمْنَا وَقْفَةً انتَ
مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكُفَّارِينَ ح

﴿پارہ نمبر ۳ سورۃ القرۃ آیت نمبر ۲۸۶﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اللّٰہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ کپڑا ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھا ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگز رکھا ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

میڈم اسپیکر:

جزاک اللہ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

سردار عبد الرحمن کھیڑان:

میڈم اسپیکر صاحبہ؟

میڈم اسپیکر:

جی سردار صاحب!

سردار عبد الرحمن کھیڑان:

سنجدی کوئلہ کان میں اٹھارہ، انیس اموات ہوئی ہیں، ان کیلئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

میڈم اسپیکر:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے جن ارکین اسمبلی نے حلف نہیں اٹھایا ہے، وہ اسمبلی کی رکنیت کا حلف اٹھانے کیلئے اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں، میں حلف پڑھوں گی وہ میری تقلید کریں گے۔ حلف نامے آپ کی میز پر کھدیجے گئے ہیں۔

(جناب نصر اللہ خان زیرے، رکن اسمبلی نے انگریزی میں حلف لیا)

میڈم اسپیکر:

میں نئے رکن اسمبلی نصر اللہ زیرے کو رکنیت کا حلف اٹھانے پر مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ آئین کے آرٹیکل 108 جسے قواعد و انصباط کار، بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 8 اور 9 کے ساتھ پڑھا جائے، کے تحت اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کو اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی کے عہدے کیلئے دو کاغذات نامزدگی موصول ہوئے ہیں۔ پہلے کاغذات نامزدگی میں میر جان محمد خان جمالی صاحب، جناب محمد عارف محمد حنی اور سردار عبد الرحمن کھیڑان، ارکین اسمبلی نے میر عبد القدوس بن بخار کن اسمبلی کو اسپیکر کے عہدے کیلئے تجویز کیا ہے۔ اور دوسرے کاغذات نامزدگی میں جناب محمد حیم، رکن اسمبلی نے جناب محمد نواز رکن اسمبلی کو اسپیکر کے عہدے کیلئے تجویز کیا ہے۔ دونوں معزز ارکین اسمبلی کے کاغذات نامزدگی جانچ پڑتاں کے بعد درست قرار پائے۔ اس طرح اسپیکر کے عہدے کے انتخاب کیلئے دو امیدوار ہیں، جن کا انتخاب بذریعہ خفیہ رائے شماری ہوگا۔ طریقہ کار کے متعلق تفصیل معزز ارکین اسمبلی کو پہلے ہی مہیا کی جا چکی ہے۔ میں

ایک مرتبہ پھر ارکین اسمبلی کی سہولت کیلئے اسپیکر کے انتخاب کا طریقہ کارہنا چاہوں گی۔ سب سے پہلے سیکرٹری اسمبلی، ارکین اسمبلی کو خالی بیلٹ بکس دکھائے گا اور اس کو seal کریگا۔ سیکرٹری اسمبلی حلقہ وار ارکین اسمبلی کے نام پکارے گا۔ اور ہر کن سیکرٹری اسمبلی سے بیلٹ پیپر حاصل کریگا اور سامنے پونگ بوتحہ میں تشریف لے جا کر بیلٹ پیپر پر مہر لگانے کیلئے اس میدوار کے نام کے سامنے خانے میں جیسے وہ ووٹ دینا چاہتے ہیں، مہر لگائیں گے۔ مہر لگانے کے بعد بیلٹ پیپر کو تہہ کرنے کے بعد اس بیلٹ بکس میں ڈال دیں گے، جو سیکرٹری اسمبلی کی میز کے سامنے ہو گا۔ اگر کسی رکن کا بیلٹ پیپر کی وجہ سے خراب ہو، وہ اُسے سیکرٹری کو واپس کر سکتیں گے۔ جو پہلے بیلٹ پیپر کو منسوخ کر کے اُس کی جگہ دوسرا بیلٹ پیپر جاری کر دے گا۔ اگر آپ اپنا پونگ ایجنسٹ رکھنا چاہتے ہیں، تو ان کے نام سیکرٹری اسمبلی کو پہنچا دیں۔ اب سیکرٹری اسمبلی معزز ارکین اسمبلی کو حلقہ وار باری باری ووٹ ڈالنے کیلئے بلا کیں گے۔

(اس مرحلہ پر سیکرٹری اسمبلی نے ارکین اسمبلی کے نام حلقہ وار پکارا اور باری باری ارکین اسمبلی آئے اور اپنے

(اپنے ووٹ ڈالے)

میڈیم اسپیکر:

سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ تمام ارکین اسمبلی نے ووٹ کا سٹ کر لیئے ہیں۔ ووٹنگ کا عمل مکمل ہو گیا ہے۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی اور جو بھی ان کے پونگ ایجنسٹ تھے، ان سے درخواست کروں گی کہ وہ آئیں سامنے اور یہاں count کا عمل شروع کریں۔

دو ووٹ جن پر اعتراض آیا تھا لیکن چونکہ مہر، جو ووٹر ہیں اُن کی intention باکل یہی تھی کہ وہ اُسی امیدوار کو ووٹ دینا چاہتے ہیں۔ چونکہ وہ خانے کے بالکل اندر ہیں، چاہے الٹی یا سیدھی ہے، تو میں اُسے allow کر رہی ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)۔ مجھے اس وقت نواب رئیسانی صاحب کا ایک مذاق یاد آیا انہوں نے کہا تھا ”مہر الٹی ہو یا سیدھی ہے،“ کیونکہ وہ خانے سے کہیں بھی کراس نہیں ہوا تو میں چاہتی تھی کہ ہمارے جو مہر زندہوں نے اعتراض کیا ہے، انہیں clear-cut ہو جائے کہ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ سیکرٹری صاحب! پلیز رکھ لیں۔ میں نے کہا ناں کہ وہ سیکھ جائیں گے، کچھ لوگ گھبرا جاتے ہیں اُن کا پہلا ایکشن ہے۔ کسی سے بھی غلطی ہو سکتی ہے لیکن وہ جو قبل قبول ہو۔ ہمارے کافی نئے ممبر ز آئے ہیں انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ وہ اچھا perform کریں گے انسان سے ہو جاتا ہے۔ اب میں result announce کرنے جارہی ہوں۔

ٹوٹل ووٹ جو کاست کئے گئے ہیں، اس وقت ہال میں 59 نمبر ز موجود ہیں۔

میر عبدالقدوس بزنجو صاحب، رکن اسمبلی کو 39 ووٹ ملے ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

اور حاجی محمد نواز کا کڑ صاحب کو 20 ووٹ۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

اور اس انتخابی نتیجے کے مطابق میر عبدالقدوس بزنجو، رکن اسمبلی کو اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی کے عہدے پر منتخب ہونے کا اعلان کرتی ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) سب سے پہلے کہ میں میر عبدالقدوس بزنجو صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ انشاء اللہ کہ وہ آکے اس ایوان کو انتہائی، جیسے وہ پہلے بھی as a Deputy Speaker چلاتے رہے ہیں، حکومت اور اپوزیشن کو ساتھ لے کے چلیں گے اور انہی کی ثبت کردار ادا کریں گے۔ میں اس سے پہلے کہ میں ان کو حلف کے لئے بلاوں، میں اپنے کچھ الفاظ، اپنے جذبات آپ سے share کرنا چاہتی ہوں، just few sentences سب سے پہلے تو میں 14 اگست کی مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں جو کہ بھی گزار ہے۔ اپنی آزادی، جشن آزادی کی مبارکباد آپ سب کو پیش کرنا چاہتی ہوں کہ یقیناً یہ ملک ہمیں بڑی قربانیوں سے حاصل ہوا ہے۔ میں سب سے پہلے اللہ پاک کی شکر گزار ہوں، پھر اپنی پارٹی کی، ان کی لیڈر شپ، اپنی پارٹی کی لیڈر شپ کی، اپنی فیملی کی، اپنے دوست و احباب کی، اپنے ان اراکین اسمبلی کی جو گزشتہ اسمبلی میں ہمارے ساتھ تھے، تشریف رکھتے ہیں اور as a Speaker میرے تمام اشاف جو میرے ساتھ یہاں پر کام کرتے رہے ہیں۔ اور خاص طور پر چونکہ میں جام کمال صاحب کو اس نشست پر دیکھ رہی ہوں پہلے بھی ذکر کیا تھا، سردار صاحب نے میری راہنمائی کی تھی عبد الرحمن کھیتر ان صاحب نے، last oath میں oath اٹھا رہی تھی۔ میرے سیاسی راہنمای جام یوسف مرحوم صاحب کے جو کہ ہمیشہ میری دعاوں میں ہیں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) انکی بدولت مجھے یہ موقع ملا تھا آج میں نے as a Speaker اپنے اڑھائی سال complete کیتے ہیں۔ اور میں ان تمام ساتھیوں کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے بڑی عزت دی میری راہنمائی کی اور میرے ساتھ تعاون کیا۔ جن میں سے کچھ تشریف رکھتے ہیں کچھ نہیں ہیں۔ یقین کریں آج میرا دل مطمئن ہے، میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں نے اپنی ذمہ داری بڑے احسن انداز میں ادا کی ہے۔ لیکن پھر بھی میں صحیح ہوں کہ انسان بڑا کمزور ہے ہو سکتا ہے کہ میں نے کہیں پر کوئی غلطی کی ہو، کسی کی دل شکنی ہو۔ نشست ہی ایسی ہے۔ لوگ اس نشست کو پھولوں کی بڑی تج سمجھتے ہیں۔ یہ میرے حساب سے بڑی challenging ہے اور کانٹوں کی تج ہے۔ تو میں سب کو ساتھ لے کر چلنا ایک بہت challenging task ہے۔ اگر میری وجہ سے کسی کی دل آزاری ہو تو میں ان سے

معذرت خواہ ہوں، اُن سے معافی کی طلبگار ہوں۔ اور میں اپنے تمام پرانے ساتھی جو اسمبلی میں نہیں آسکے، اُنکے لئے بھی اور جو آج اسمبلی میں تشریف رکھتے ہیں، نئے، پرانے، جتنے بھی ہیں، میں آپ سب کے لئے دعا گو ہوں کہ آپ لوگ یقیناً آگے اپنے جو بھی آپ کی ذمہ داریاں ہیں as a Legislator، میں ضرور کہوں گی اللہ تعالیٰ نے آپ کو موقع دیا ہے۔ ہمیں موقع دیا تھا ہم نے اُس کو ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آج آپ کو موقع دیا ہے آپ اسے اپنے طریقے سے ادا کریں۔ خوش اسلوبی سے اپنے لوگوں کے لئے آج یہاں بیٹھے ہیں، عہدے آئی جانی چیز ہیں، سیٹیں آئی جانی چیز ہیں لیکن جو چیز رہ جاتی ہے وہ آپ کی کارکردگی ہے آپ کا کام رہ جاتا ہے۔ آپ کے لوگوں کے ساتھ رہ جاتا ہے۔۔۔ (وزیر گلری سے تالیاں بجائی گئیں) please, no

میں سمجھتی ہوں کہ آج جو کچھ بھی ہم سب ہیں، وہ ہمارے اپنے ملک کی وجہ سے ہیں، اپنے لوگوں کی وجہ سے ہیں، آپ لوگوں کی کمی محبتوں کی وجہ سے اس ایوان میں ہیں اور یہ ایوان ہمارے ملک کی وجہ سے ہے۔ جس نے ہمیں اتنی عزت دی ہے۔ یہ تمام عہدے آج ہم جس پر بیٹھے ہیں پاکستان کے نام پر اس عہدوں پر بیٹھے ہیں۔ تو میں آپ سے کہوں گی کہ اس ملک کا ہم پر بہت قرض ہے ہم ادا کریں، جتنی بھی کر لیں، ہم اس کا قرض ادا نہیں کر سکتے لیکن اپنی کوشش جاری رکھیں کہ بہت قربانیوں کے بعد حاصل ہوا ہے۔ I am a Legislator that I am And I mean it, it is not saying this. یہ میں بچپن سے، میں اپنے ملک سے بہت بے انتہاء پیار کرتی ہوں۔

اور میں اپنی زندگی میں سب سے زیادہ پیار میں نے اپنی ماں سے کیا ہے اور میں اس ملک کو اپنی ماں کے برابر سمجھتی ہوں۔ تو میں اپنے ملک سے بہت زیادہ پیار کرتی ہوں۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) آخر میں، میں صرف ایک بات آپ سے شیئر کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے اپنی election campaign میں جب میں لوگوں کے پاس گئی تو میں نے بہت ان کے pain کو، ویسے تو مجھے یہ فخر ہے کہ میں اس صوبے کی بیٹی ہو اور میں نے کوشش کی ہے کہ اپنے پندرہ سالہ دور میں، میں پندرہ سال ممبر ہی ہوں۔ اور میں of any First ever female Speaker Provincial Assembly of Pakistan یہ اعزاز بھی بلوچستان کو حاصل ہوا ہے۔ اور اسکے لئے بھی میں اپنی تمام پارٹیز اور اپنی تمام لوگوں کی شکر گزار ہوں۔ لیکن جو میں لوگوں میں گئی اپنے election campaign میں، میں نے ان کی pains دیکھی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ مجھے انہیں بہت قریب سے محسوس کرنے کا موقع ملا۔ پہلے بھی جانتی تھی لیکن اس میں بڑے قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ اور میں چاہے جس بھی فورم پر ہوں، جس بھی سوشن فورم پر ہوں، چاہیے وہ میں

میں اپنے ملک کی خدمت کو جاری رکھوں گی۔ بلوچستان زندہ باد، پاکستان پاکندہ باد۔ as a social worker Thank you very much for hearing me. (ڈیک بجائے گئے) اب میں میر عبدالقدوس بن جو صاحب سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ یہاں آ کر اسپیکر کے عہدے کا حلف اٹھائیں۔ (ڈیک بجائے گئے) میں نگران وزیر اعلیٰ بلوچستان جناب علام الدین مری صاحب اور میر خالد لاغلو صاحب کو اسمبلی میں خوش آمدید کہتی ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) جی سرفراز بگٹی صاحب مجھے نظر نہیں آئے بتایا گیا ہے کہ سرفراز بگٹی صاحب بھی تشریف رکھتے ہیں، ان کو میں اسمبلی میں welcome کرتی ہوں۔ جی کہہ سکتے ہیں کیوں نہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

میڈم اسپیکر! میں بھی۔۔۔

میڈم اسپیکر:

لیکن صرف خوش آمدید کہنے کا۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

شکر یہ میڈم اسپیکر! نہیں آپ کو بھی تھوڑی فیزیر و میل تو ملنی چاہیے، نئے اسپیکر کی طرف۔ میڈم اسپیکر! میں دوبارہ پہلے اس چیز کی طرف جاؤں گا۔ پہلے تو all Caretaker Chief first of ہمارے Minister، ہمارے پرانے ایڈ وائز رفائننس، ہمارے پرانے ہوم منٹر، ہمارے پرانے سینیٹر ان سب کو میں اس ہاؤس میں خوش آمدید کہتا ہوں، اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی اور باقی سارے ساتھیوں کی طرف سے بھی۔ آج نئے سینیٹر کو بھی ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ دوسرا یہ ہے کہ میڈم اسپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے اڑھائی سال میں جس smooth اور خوش اسلوبی سے یہ ہاؤس چلا ہے، اس میں آپ مبارکباد کے لائق ہیں، خراج تحسین آپ کو جاتا ہے۔ میں مطلب لمبا چوڑا، آپ نے خود مجھ سے کہا کہ پھر پتہ نہیں لوگ کیا سمجھیں گے کہ اتنی زیادہ بار بار تعریف کر رہے ہیں۔

میڈم اسپیکر:

جب نیا اسپیکر آئیگا، پھر آپ بول دیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

آپ اس قابل تھیں کہ آپ نے اس خوبصورت طریقے سے، اور میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا

ہوں کہ پندرہ سال آپ نے اس ہاؤس میں گزارے۔ یہ ایک بڑی زندگی ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے پندرہ سال میں وہ سینکل ایجوکیشن میں چلا جاتا ہے یہ بہت بڑا period ہے۔ اور یہ آپ کی کچھ خاصیتیں اور کوئی تھی کہ آپ پندرہ سال اس ایوان میں رہی ہیں۔ نئے اپیکیر جب آئیں گے تو ان سے گزارش کروں گا کہ ایک خوبصورت فیروزیں اسی بہانے ہم بھی ڈنر کر لیں گے۔ تو آپ کے اعزاز میں ان کی طرف سے ہونا چاہیے۔

Thank you very much

میڈم اپیکیر:

thank you سردار صاحب۔

(میڈم اپیکیر سے منتخب اپیکیر میر عبدالقدوس بزنجو صاحب نے اپنے عہدے کا حلف لیا)

(اس مرحلہ پر جناب اپیکیر، میر عبدالقدوس بزنجو صدارت کی گری پر متمكن ہوئے)

میر عبدالقدوس بزنجو (اپیکیر):

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ سب سے پہلے میں تمام معزز اراکین اسمبلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے خوش اسلوبی اور جمہوری طریقے سے اپیکیر اور ڈپٹی اپیکیر کے ایکش کا انعام دیا، میں اُن کا شکرگزار ہوں۔ اور خاص کر میں بلوچستان عوامی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کا process انتخاب کر کے اس نے مجھ پر اعتماد کیا۔ اور اتحادی جماعتیں اور پیٹی آئی کے تمام ممبران کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور بی این پی (عوامی) کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ ہزارہ ڈیموکرٹیک الائنس کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں، جمہوری وطن پارٹی کا بھی میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا اور عوامی نیشنل پارٹی کا بھی مشکور ہوں انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا۔ اور بی این پی (مینگل) اور جمہوری وطن پارٹی، پشتونخوا کے دوستوں نے جس طرح جمہوری انداز میں چیزوں کو آگے بڑھایا اُنکا بھی مشکور ہوں۔ گوکہ مجھے جن پارٹیوں نے سپورٹ کیا۔ لیکن میں ابھی Custodian of the House ہوں، میرے لئے سب برابر ہیں، انشاء اللہ میں کوشش کروں گا کہ ہاؤس کو impartial ہو کے چلاوں۔ میرے لئے دونوں اپوزیشن اور گورنمنٹ کے پیغمبر برابر ہوں گے۔ اور امید کرتا ہوں کہ گورنمنٹ کے پیغمبر میں پر بیٹھے ہوئے دوست ہوں گے اور اپوزیشن میں، وہ بلوچستان کی روایات اور اسمبلی کی روایات کو پامال نہیں کریں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ بلوچستان کی جس طرح ایک روایت رہی ہے ایک ہمارا سٹم ہے اُسکے مطابق وہ چلیں گے اور ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے جس سے ہمارے ہاؤس کا تقدس پامال ہو۔ جس سے لوگ پر نہ میڈیا ایکٹر انک میڈیا میں دیکھ کر یہ

محسوس نہ کریں کہ یہ ہاؤس ہے یا م محلی بازار ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس طرح کا کوئی اقدام نہیں ہوگا۔ اور احتجاج ضرور کریں۔ احتجاج کا بھی طریقہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں کریں جس سے ہاؤس کا تقدس پامال ہو۔ اور ایسا نہ ہو کہ اپنے کرکو سخت اقدامات کرنے پڑیں۔ اور میں کوشش کروں گا کہ کسی کے ساتھ ناجائز کروں۔ اگر کسی نے اسمبلی کے تقدس کو پامال کیا یا ہمارے بلوچستان کی روایات کو خراب کرنے کی کوشش کی یا ہمارے بلوچستان کا ایک نام ہے اور ہر جگہ ایک لیا جاتا ہے کہ بلوچستان کی اسمبلی ایک بہترین اسمبلی ہے اسکی روایات ہیں ایک دوسرے کا احترام کیا جاتا ہے۔ احتجاج اپنی جگہ پر لیکن احترام لازمی ہے۔ اور سٹم کو ایسے طریقے سے چلانیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں۔ احتجاج بھی کریں یہ بھی روایت ہے لیکن اخلاق کے دائرے رہتے ہوئے۔ تو میرے خیال میں ہمارے لئے بھی بہتر ہوگا۔ اگر ہم یہاں روایت سے باہر ہو کے بھی کریں گے، صرف اپنے آپ کو دکھادیں گے، لیکن حاصل کچھ نہیں ہوگا۔ احتجاج لازمی کریں لیکن اسمبلی کے تقدس کا خیال رکھیں۔ تو انشاء اللہ اس ہاؤس کو ایک اچھے طریقے سے چلانے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ مجھے آپ سب تمام ممبروں کے تعاون کی ضرورت ہے۔ یہ ہاؤس صرف مجھ سے نہیں چلے گا اس کے لئے تمام ممبران میرے ساتھ دیں گے تو میں انشاء اللہ ایک بہتر طریقے سے چلانے کی کوشش بھی کروں گا۔ impartial ہو کے چلاؤں گا۔ اور ہمارا پانچ سالہ دور پتہ نہیں کون کدھر ہو گا، لیکن جو جدھر ہو گا، ہم اچھی روایات کے ساتھ آگے گردھیں گے۔

(اذان عصر۔ خاموشی)

جناب اپنے:

میں اپنی out-going اپنے صاحب کو appreciate کرتا ہوں کہ اُس نے اڑھائی سال بہتر طریقے سے اس اسمبلی کو چلایا impartial ہو کے چلایا ہے۔ اُس نے گورنمنٹ پیپر اور اپوزیشن میں کوئی فرق نہیں کیا۔ تو میں اُس کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے اپنا tenure بہتر اور ایک عزت سے پورا کیا۔ اب کارروائی کو آگے بڑھاتے ہیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

تھوڑا سا وقفہ نماز بھی باجماعت کر لیں گے اور refresh ہو کے دوبارہ ڈپٹی اپنے کرکو کا ہے، وہ process ہو گا، چھ بجے تک آدھے گھنٹے کا وقفہ کر لیں پونے چھ بجے جماعت ہوتی ہے۔

جناب اپنے:

میرے خیال میں continue کر لیں گے اور process چلتا رہے گا۔ جس نے نماز پڑھنی

ہے، مہربانی کر کے پڑھ کے آجائیں۔ اور باقی ووٹ دیتے رہیں گے۔ ملا زیادہ ہیں، ہمیں نقصان اتنا نہیں ہوگا۔ اب ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کا مرحلہ شروع کرتے ہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ کو ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی کے عہدے کیلئے دو کاغذاتِ نامزدگی موصول ہوئے ہیں۔ پہلا کاغذاتِ نامزدگی میں میر یونس عزیز زہری، رکن، صوبائی اسمبلی نے جناب احمد نواز، رکن اسمبلی کو ڈپٹی اسپیکر کے عہدے کیلئے تجویز کیا ہے۔ جبکہ دوسرا کاغذاتِ نامزدگی میں میر نصیب اللہ مری اور جناب دینش کمار، ارکین اسمبلی نے سردار بابر خان، رکن صوبائی اسمبلی کو ڈپٹی اسپیکر کے عہدے کیلئے تجویز کیا ہے۔ دونوں معزز ارکین اسمبلی کے کاغذاتِ نامزدگی جانچ پڑتاں کے بعد درست قرار پائے ہیں۔ اس طرح ڈپٹی اسپیکر کے عہدے کے انتخاب کیلئے دو امیدوار ہیں، انتخاب خفیہ رائے شماری سے ہوگا۔ جس کا طریقہ کارمعزز ارکین اسمبلی کو پہلے بتا دیا گیا ہے۔ ابھی مہر اُلانہ نہیں لگا دینا میں reject کروں گا۔ زمرک خان! آپ ادھرنہیں تھے میں نے اے این پی کا شکریہ ادا کیا تھا کہ انہوں نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ اب سیکرٹری اسمبلی معزز ارکین اسمبلی کو حلقة وار باری باری ووٹ ڈالنے کے لئے بلا میں گے۔ میرے خیال میں زیادہ تر ممبر ان نماز پڑھنے refreshment کیلئے چلے گئے ہیں تو زیرے کو بھی ہم ادھر روک کر کیا کریں گے، اُس کو بھی بھیج دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے پندرہ منٹ کے لئے وقفہ کرتے ہیں۔ ہم بھی نماز پڑھیں۔

(شام 5 بجکر 45 منٹ پر اسے ہمیں کا اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی ہو گیا)

(اسے ہمیں کا اجلاس دوبارہ شام 6 بجکر 50 منٹ پر شروع ہوا)

جناب اسپیکر:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ -

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر؟

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

جناب اسپیکر صاحب!

جناب اسپیکر:

جی۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ:

جب ہم نماز پڑھ کر آئے تو یہاں مجھے ایک عجیب اور حیران کن چیز دیکھنے کو ملی۔

جناب اسپیکر:

آپ کو مبارک ہوا آپ کی جان چھوٹ گئی، وہی والا۔

ملک سکندر خان ایڈیو وکیٹ:

میں تھوڑی سی اُس کی تفصیل بتاؤں۔ ہمیں پتہ چلا کہ یہاں قائدِ ایوان کے لیے کاغذات جمع ہوئے ہیں اور پانچ بجے آخری نامہم ہے۔ جب ہم آئے تو نامہم چھ سے above تھا۔ تو ہمارے پاس تو صرف یہ ایک پرچی ہے، جس میں اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب لکھا ہے۔

جناب اسپیکر:

ملک صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں؟ بلا مقابلہ چاہتے ہیں کہ قائدِ ایوان بلا مقابلہ منتخب ہو؟

ملک سکندر خان ایڈیو وکیٹ:

آج کا دن اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کے لیے تھا۔ مجھے ایک کہاوت یاد آ رہی ہے کہ ”ایک صاحب اپنے نوکر کے ساتھ کرکٹ کھیل رہے تھے۔ تو انہوں نے جب بال ماری تو وہ گھر کے اندر چل گئی۔ نوکر گیند لینے گیا تو وہاں خاتون خانہ نے اُس سے کہا کہ ”جاوہ سودا سلف لاو“ وہ دکان پر گیا وہاں سے سودا سلف لیکر واپس آیا تو جب میدان میں صاحب کے پاس آیا تو صاحب پسینے میں شرابور کانپ رہے ہیں۔ کہتے ہیں ”318 روز، 319 روز“ تو اگر اس طریقے سے روز بنتے رہے پھر ہم اس اسمبلی میں کیا کریں گے۔ اسکی تھوڑی سی

وضاحت فرمائیں، Thank you

جناب اسپیکر:

گیلری میں بیٹھے ہوئے لوگ براۓ مهر بانی clapping نہیں کریں۔ جی شناع اللہ بلوچ صاحب۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! سب سے پہلے تو آپ کو مبارک ہو، جو ذمہ داری آپ نے سنچاہی ہے۔ ویسے مجھے مبارک باد والی تقریر بعد میں کرنی ہے۔

جناب اسپیکر:

وہ بعد میں کرنی ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

یہ ایک important matter ہے، ڈپٹی اسپیکر کے الیکشن کے بعد آپ کا، ہمارا جو

Rules of Procedures and Conduct of Business 1974, Rule 50.

کیونکہ ہم ممبران یہاں 00:30 بجے آئے تو ہماری ٹیبل پر کوئی پیپرز رکھنے نہیں گئے تھے نہ ہمیں دیئے گئے یا پہنچائے گئے ہیں۔ جس میں چیف منستر کے انتخاب سے متعلق جو قواعد و ضوابط ہیں۔ میں صرف rule آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں۔ اس لیے کیونکہ یہ ہمارا پہلا دن ہے۔ ہم نے تمام قواعد و ضوابط کو Rules of Conducts کو:

Rules 15(1) After the election of the Speaker and the Deputy Speaker following a general election, or whenever the office of the Chief Minister falls vacant for any reason, the Assembly shall, to the exclusion of any other business, proceed to elect without debate one of its members as the Chief Minister .

لیکن Rule-15 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تمام ممبران کو بالکل مخفی رکھ کر ایک شیڈول جاری کیا گیا۔ جس میں وقت دیا گیا کہ شام پانچ بجے سے پہلے۔ کیونکہ روز کے تحت واقعی پانچ بجے سے پہلے چیف منستر کے۔۔۔ (مدخلت)

جناب اسپیکر:

جی آپ بیٹھیں میں نے آپ کا point لے لیا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

اس میں صرف ایک اور وضاحت کر دوں؟

جناب اسپیکر:

جی میں آپ کو بتاؤں گا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

اس میں کیونکہ آپ خود چھ بجے elect ہوئے ہیں اور سابق جو اسپیکر صاحب وہ یہ شیڈول روز کے تحت جاری ہی نہیں کر سکتی تھیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ اس کو re-schedule کر سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر:

نہیں آپ A-clause پڑھ رہے ہیں، باقی نہیں پڑھ رہے ہیں ناں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب! کلاز دو پڑھیں، تین پڑھیں، چار پڑھیں۔ چار میں بھی۔۔۔ (ماغلٹ)

جناب اسپیکر:

پانچ پڑھ لیں اس میں اسپیکر کا نہیں ہے، سیکرٹریٹ کا کام ہے۔ لیکن میں آپ کو کلیئر کر دوں گا۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے، جمہوری تقاضے پورے کریں گے، انشاء اللہ ساری چیزیں پوری کریں گے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جی آپ بتائیں؟

جناب اسپیکر:

جی آپ بیٹھیں۔ جو point آپ نے raise کیا ہے بالکل آپ اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ سیکرٹریٹ نے جو شیدول announce کیا تھا جاری کیا تھا، وہ بھی اپنی جگہ پر صحیح ہے۔ لیکن اس کو آپ جس طرح judge لے جائیں وہ صحیح ہے لیکن میں جمہوری تصاضوں کو پورا کروں گا۔ آپ کے ساتھ ہی چلوں گا انشاء اللہ۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ ایسا کوئی controversial نہ ہو جائے۔ گوک سیکرٹریٹ نے اس کو جاری کیا۔ کلاز 5 میں ہے۔ ابھی بھی جو چیزیں سیکرٹریٹ نے جاری کی ہیں لیکن یہ ہے کہ آپ نے جو پڑھا ہے first میں ہے۔ تو اس میں یہ ہے کہ elect ہونے کے بعد تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ کوئی controversial نہ ہو اور جمہوری تقاضے پورے ہوں۔ اگر آپ لوگ چاہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے تو صحیح ہے نہیں تو نیا شیدول جاری کریں گے۔ اور کل پانچ بج تک اگر آپ لوگوں کو اس شیدول کے مطابق۔ ابھی ایک کاغذ جمع ہوا ہے، جو سیکرٹریٹ نے شیدول جاری کیا ہے۔ اسکے مطابق ابھی تک صرف جام کمال صاحب کا نام سامنے آ رہا ہے۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ایک جمہوری process ہے۔ اور کوئی چیز ایسا نہ ہو جو controversial ہو۔ اور ہم ان چیزوں سے بھاگتے نہیں ہیں۔ جو ہاؤس کو بہتر طریقے سے چلا کیں، جس میں کوئی ایسا مسئلہ نہ ہو۔ ہم شیدول کو بڑھاتے ہوئے، اس کو کل پانچ بج تک کرتے ہیں۔ اس کے بعد سیکرٹریٹ اس کی scrutiny کرے گا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

جناب اسپیکر! آپ کی Chair کے تحفظ کے لیے اور آپ کی اپنی جو رولنگ ہوتی ہے وہ بڑی ہوتی ہے۔ You can not re-schedule it. یعنی it is casual important۔ آپ سب سے پہلے رولنگ دیں گے یہ جو شیدول جاری ہوا ہے۔ it stands cancel، یہ پہلے آپ

کو۔۔۔(مداخلت)

جناب اسپیکر:

Clause-5 کے مطابق آپ اس کو وہ نہیں کر سکتے ہیں، بیکر ٹریٹ جاری کر سکتا ہے۔ اور سندھ میں بھی بھی ہوا ہے۔ سندھ میں بھی سابق اسپیکر نے یہ جاری کیا ہے۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

نہیں، نہیں آپ کی مرضی ہے اگر آپ اس پر رولنگ نہیں دیں گے، اس کے legal consequences ہوں گے۔ کل چیف منستر کے ایکشن کو، کوئی اس ہاؤس سے باہر جا کر بھی کسی کورٹ میں، کسی عدالت میں چیخ کر سکتا ہے۔ تو میں آپ کو بالکل proper طریقہ بتا رہا ہوں۔

جناب اسپیکر:

نہیں، اس میں as such کوئی نہیں ہے، آپ سارے کلاز لے لیں آپ کو۔ جس کلاز میں آپ اپنی مرضی کا کلاز لیتے ہیں اُس میں آپ کے words نکلتے ہیں۔ جس پر ہم اپنی مرضی کے لے لیں ہمیں وہل جاتے ہیں۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

آپ کے حلف لینے سے پہلے یہ جاری ہوا ہے۔ آپ رولنگ دیں گے کہ یہ جوشیدوں جاری ہوا تھا اس کو آپ cancel کریں۔ ایک نیا شیدوں جاری کریں۔ لفظ ری شیدوں بھی استعمال نہیں کریں۔

Legally it is a very important process.

جناب اسپیکر:

چلو، آپ کی خواہش کے مطابق اس کو آگے بڑھاتے ہیں۔ ری شیدوں نہیں کریں گے۔ ایسا کریں گے ایسے words کریں گے کہ دونوں طرف سے کام ہو جائے۔

جناب شناع اللہ بلوچ:

آپ کی رولنگ اس کو cancel کرنے کے حوالے سے ہو، جو چلی ہے۔ And it is a new, a fresh schedule should be issued .

جناب اسپیکر:

چلو ٹھیک ہے تھینک یو۔

جناب ثناء اللہ بلوچ:

تحقیک یو جی۔

جناب اسپیکر:

جی ملک صاحب! آپ جو حکم کریں گے اسی طرح کریں گے۔ میں اپوزیشن کو ناراض نہیں کر سکتا۔

(اس مرحلہ پر معزرا را کین اسمبلی نے ڈیک بجائے)

جناب اسپیکر:

اسمبلی سیکرٹریٹ نے پہلے ہی قائد ایوان کیلئے شیدول جاری کیا تھا۔ چونکہ معزرا را کین اسمبلی کی خواہش ہے کہ قائد ایوان کے انتخاب کا شیدول دوبارہ جاری کیا جائے۔ لہذا قائد ایوان کے انتخاب کا شیدول از سر نو جاری کرتے ہیں کل شام پانچ بجے تک اس کا نام ہو گا۔ اور ایکشن اگلے دن 18 تاریخ کو صبح 11:00 بجے ہو گا۔ سر! آپ خوش ہیں؟ بڑی مہربانی۔ کیونکہ اسپیکر کو اپوزیشن کے ساتھ چنان ہی ہے، گورنمنٹ کا تو ویسے بھی، جام صاحب! ویسے تو آپ ہو گئے ہیں لیکن کل تک انتظار کریں۔ اب جو ڈپٹی اسپیکر کے لیے مرحلہ شروع ہو رہا تھا، پہلے ہم نے announce کیا تھا۔ اب تمام اراکین اسمبلی کو ووٹنگ کے لئے باری باری بلا یا جائے۔

(ووٹنگ کا مرحلہ شروع ہوا)

آپ جمہوری تقاضے پورے کریں، اپوزیشن کو دے دیں۔ براہ مہربانی تمام ممبروں سے یہ request ہے کہ اسٹیمپ صحیح لگائیں اگر غلط لگائیں گے تو میں منظور نہیں کروں گا، سابق اسپیکر صاحب نے پھر بھی ریلف دیا تھا۔ ویسے غلط نہیں تھا ملک صاحب! میرا خیال ہے ویسے غلط نہیں تھا نہیں مقصد اسٹیمپ لگانا ہے الٹا لگا ویسا سیدھا گاؤ۔ اللہ خیر کرے۔ چیز اچھے بندے کے ہاتھ میں ہے۔ انشاء اللہ موقع نہیں ملے گا۔

(اس مرحلہ میں سیکرٹری اسمبلی نے حلقة وارا را کین اسمبلی کے نام پکارے۔ اور معزرا را کین نے آ کر اپنا اپنا ووٹ کا سٹ کیا)

جناب اسپیکر:

ہاؤس کی توجہ چاہیئے۔ ووٹنگ کا process complete ہو گیا۔ حمل صاحب! ہاؤس کی

توجہ چاہیئے۔

ٹوٹل 58 ووٹ کا سٹ ہوئے۔

سردار بابرخان صاحب کو 36 ووٹ ملے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب احمد نواز بلوچ کو 21 ووٹ ملے۔

ایک سریاں کی خاطر دے دیا گیا۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) کہ گلہ نہیں کریں۔ ایک ووٹ خراب تھا لیکن اپوزیشن کی خاطر کوہ بھی خوش رہے۔ میں ہاؤس کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت تحمل اور اپنے انداز میں سارا request کیا۔ تمام اراکین سے process complete کیا ہے کہ آپ براہ مہربانی بیٹھ جائیں۔

سردار بابرخان اس وقت ادھرنہیں ہیں، کوڈ پی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی منتخب ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں آپ آگے پہنچادیں اُس کو۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) وہ میرے announce کرنے سے پہلے ہی گاؤں پہنے کے لئے نکل گئے تاکہ وہ حلف اٹھائیں۔۔۔ (داخلت) اُس کو گلہ ہو گیا ہے ناں کہ آپ نے ووٹ نہیں دیا۔ اُس کو زیرے سے بہت زیادہ امید تھی۔ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کے چنانا چاہتے ہیں۔ جی ملک صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن ابھی process complete نہیں ہوا ہے۔ ڈپٹی اسپیکر کی حلف برداری کے بعد اگر معزز اراکین اسمبلی بولنا چاہتے ہیں تو please اپنا نام تھیج دیں۔ اگر پہلے پارلیمانی لیڈرز بولنا چاہتے ہیں تو پہلے اُن کو موقع دیں گے اور باقیوں کو بعد میں۔ اپنا نام آپ بھجوادیں تاکہ ہم sequence میں ساری چیزوں کو آگے چلا جائیں۔ سردار بابرخان صاحب! حلف اٹھانے کے لئے آپ یہاں تشریف لے آئیں۔

(اس مرحلے میں اسپیکر میر عبدالقدوس بزنجو صاحب سے سردار بابرخان موئی خیل صاحب نے ڈپٹی اسپیکر کے عہدہ کا حلف لیا)

(ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر:

تمام processes complete ہو گئے۔ اب باقاعدہ اسمبلی کی کارروائی شروع کر دیتے ہیں، جس میں سب سے پہلے پارلیمانی لیڈروں کو، اگر وہ کچھ بولنا چاہتے ہیں، اُن کو موقع دیا جائے گا۔ اور بعد میں جو بھی اراکین اسمبلی ہیں، جن کے نام آئے ہیں، اُن کو باری باری موقع دیا جائے گا۔ جی جام کمال صاحب۔

میر جام کمال خان عالیانی (قائد ایوان):

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آج اس

ایوان میں موجود بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سارے اراکین کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں جن میں خواتین بھی ہیں کہ جنہوں نے بلوچستان میں ایک ایکشن process سے ہوتے ہوئے آج اس اسمبلی کا حصہ بنے ہیں، آپ سب کو بہت بہت مبارک ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ سب سے پہلے میں آپ کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ ڈپٹی اسپیکر سردار با بر صاحب کو آج کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ آپ دونوں کو ہماری طرف سے، بلوچستان عوامی پارٹی کی طرف سے اور اس اسمبلی کی طرف سے، بہت بہت مبارک ہو۔ یقین طور پر آپ کا انتخاب بحثیت اسپیکر، بلوچستان عوامی پارٹی کی طرف سے ہے۔ اور پیٹی آئی کی طرف سے سردار با بر صاحب، لیکن اس ہاؤس کا ایک تقدس اور اس کی ایک اہمیت اُسی وقت سامنے آتی ہے جب ایک neutral انداز میں، ایک balance انداز میں، ایک اچھے انداز میں اس ہاؤس کی ہر پہلو کو منظر رکھتے ہوئے آپ اس کے تقدس، اس کے اراکین کی عزت، اس ہاؤس کے معاملات اور ان سب چیزوں کو balanced انداز میں چلا میں گے۔ ہمیں آپ سے بہت اُمید ہے کہونکہ آپ نے اس ذمہ داری کو پہلے بھی ماضی میں بحثیت ڈپٹی اسپیکر بھی پوری کی ہے۔ اور آپ بلوچستان میں ایک بہت ذمہ دار منصب پر فائز بھی رہے ہیں۔ اور بلوچستان کی سیاست میں آپ کا ایک بڑا experience ہے۔ اس اسمبلی میں بہت سارے ایسے دوست ہیں جن کا ماضی میں بھی ایک بہت بڑا کردار پارلیمنٹ میں رہا ہے۔ بہت سارے ایسے دوست ہمارے ہیں جو first time as a MPA شاید کسی حد تک اپنی completion کی طرف ہے اور اس کا ایک اور مرحلہ انشاء اللہ next phase میں جائے گا جو پرسوں انشاء اللہ ہوگا۔ تو ہم یہی سمجھتے ہیں کہ ہم نے بلوچستان کے لوگوں کو اور پاکستان کے لوگوں کو بلکہ پوری دنیا کے لوگوں کو اس ہاؤس سے بہت ضروری پیغامات اور ایک responsible طریقے سے چیزوں کو آگے بھیجنा ہے اور وہ اُس وقت ہو سکتا ہے جب اس ہاؤس کے اندر ایک unity ہو گی ایک نظریہ ہوگا۔ اس ہاؤس کے اندر بلوچستان کو بہتر کرنے کی ایک خواہش بھی ہو گی اور اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے ایک شوق بھی ہو گا۔ ہمیں اپنے بہت ساری چیزوں کو، اس صوبہ کی چیزوں کو بڑے غور سے دیکھنا ہوگا۔ ہم پر لوگوں نے ایک بہت بڑا اعتماد کیا ہے۔ 2018ء کے ایکشن ماضی کے ایکشنوں سے بہت مختلف تھے۔ بلوچستان کے لوگوں نے

پچھلے دس پندرہ سالوں میں اپنے علاقوں میں، اس صوبہ میں ایک اس طرح کا ماحول دیکھا جہاں ان کی زندگیاں ایک بڑی کشمکش میں رہیں اور اس کشمکش سے نکلتے ہوئے آج ان کی امیدیں ہم سے، اس ہاؤس میں موجود اراکین سے ہیں کہ ہم ان کی زندگیوں میں کیا بہتری لاسکتے ہیں۔ ہم ان کی مشکلات کو کس طرح بہتر حل کر سکتے ہیں۔ ہم ان کی مستقبل کو انکے لئے کس طرح اچھا کر سکتے ہیں۔ کیا ہم ان کو اچھی governance دے سکتے ہیں؟ کیا ہم اس ہاؤس میں ایک ایسی Legislation اور ایسے معاملات طے کر سکتے ہیں کہ وہ ہم سے یہ امیدیں لگائی ہوئی ہیں وہ اس امید کو اپنے اندر پھر سے زندہ کریں۔ کہ نہیں انشاء اللہ آنے والا جو وقت ہے 2018ء سے 2023ء کا، وہ ان کے لئے بہتری کے لئے ہوگا۔ اور ہمارا سب سے بڑا challenge بھی یہی ہے۔ بحیثیت ایک پارٹی کے، بحیثیت ایک حکومت کے، بحیثیت اس آسمبلی کے اور بحیثیت ایک لوگوں کی بہت ساری امیدیں انشاء اللہ آپ سے بھی ہوں گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے، اس مرحلے میں بہت سارے کھنڈن مرافق بھی آئے جس میں بہت سارے لوگوں کی جانبیں ضائع ہوئیں شہداء کا ایک تسلسل ہوا۔ لیکن پاکستان میں جمہوریت قائم رہی۔ پاکستان میں بہت سارے ایسے اور پاکستان سے باہر بھی ایسے عناصر ہوں گے جو پاکستان میں شاید ایک fair، ایک stable اور ایک equal election نہیں دیکھنا چاہتے تھے، لیکن الحمد للہ بلوچستان کے لوگوں نے ثابت کیا اور کوئی کے لوگوں نے ثابت کیا۔ ایکشن کے دن یہاں ایک بہت بڑا اجتماع ہوا لیکن الحمد للہ جو جو پارٹیاں یہاں سے جیتی ہیں، جن جن پارٹیوں کو یہاں نمائندگی ملی ہے، ان کے ووٹرنے وہ ہمت دی ہے۔ اور آکے اپنے نمائندوں کو کامیاب کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے لوگوں نے یہ قربانیاں دی ہیں اس ایکشن process میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ اس ایکشن میں اپنی ہر جیز کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ تو کچھ ذمہ داریاں ہم پر بھی بنتی ہیں کہ ہم اپنی وہ ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے ان کی زندگی، ان کے معاملات ان کے مستقبل کے لئے کچھ کریں۔ اور انشاء اللہ ہم ضرور کریں گے کیونکہ ہم نے عہد اس بات کا کیا ہے۔ یقین طور پر یہ آسان نہیں ہے، بلوچستان میں حکومت کرنا دوسرے صوبوں کے لحاظ سے، بڑی مشکلات آتی ہیں کہ ہماری مشکلات ہیں۔ یہ علاقہ بہت بڑا ہے یہ علاقہ بہت پسمندہ ہے اور اس کی ضروریات بہت زیادہ ہیں۔ یہاں human resources کا یہاں ایک بہت بڑا نقطہ ہے۔ یہاں governance کے issues پر بہت سارے مسائل ہیں شاید کسی اور صوبہ میں نہیں ہیں۔ لیکن ان سب مشکلات کے ساتھ رہتے ہوئے ہم نے ہی اسی کو حل کرنا ہے۔ کیونکہ بلوچستان کے لوگوں نے ہمیں ووٹ دے کر منتخب کیا ہے۔ آج اسپیکر کی اس نشست

پر اگر آپ بیٹھے ہیں تو آپ بلوچستان سے ہیں۔ اگر ہمارے دوست با بر صاحب اس سیٹ پر بیٹھے ہیں تو وہ بلوچستان سے ہیں۔ آج، کل کو انشاء اللہ جو بھی حکومت کا سربراہ بنے گا، وزراء بنیں گے، ہم سب بلوچستان سے ہیں۔ تو ہماری ذمہ داری بتی ہے کہ ہم سب ان ذمہ داریوں کو پورا کریں۔ اور ہم انشاء اللہ اس بات کا ثبوت بھی دیں گے۔ یہاں اپوزیشن، یقین طور پر اپوزیشن اور حکومت بھی democracy کا حصہ ہوتے ہیں۔ لیکن ہم اپوزیشن اور حکومت کے حصے کو اتنا الجھانہ دیں کہ ہم اپنے اصل مقاصد سے دور ہٹ کے کہیں اور چلے جائیں۔ انشاء اللہ ہم ایک ایسا ماحول create کرنے کی کوشش کریں گے، بلوچستان عوامی پارٹی اور ان کی coalition partners جو یہاں سب موجود ہیں۔ اور ہم اپوزیشن کے ساتھ مل کر انشاء اللہ ہاؤس میں ہر لحاظ سے آپ کے ساتھ تعاون کریں گے اور ہم اس کی respect discipline اور discipline کا خیال رکھیں گے۔ کیونکہ ہم اگر اس ہاؤس کو respect نہیں دیں گے اس کی discipline کا خیال نہیں رکھیں گے، ہم اس کے معاملات کو بہتر انداز سے نہیں چلا میں گے تو یہ dis-respect نہ صرف اس ہاؤس کی بتی ہے بلکہ ہماری بھی بتی ہے۔ تو میں اس پر اس حوالے سے مزید بات نہیں کروں گا کیونکہ ہمارے بہت سارے مزید دوست بھی ہیں جو اپنے خیالات کا اظہار کریں گے ہمیں موقع ملتے رہیں گے۔ انشاء اللہ خیالات کا اظہار بھی کریں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کا مشکوہ ہوں اور آپ کو مبارکباد بھی پیش کرتا ہوں۔ اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کو بھی اور اس اسمبلی کے سارے اراکین کو جن کو بلوچستان کے عوام نے یہاں منتخب کر کے بھیجا ہے، بہت بہت شکریہ۔۔۔

(ڈیک بجائے گئے)

جناب اسپیکر:

شکریہ جام صاحب۔ جی ملک سکندر صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈ ووکیٹ:

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ سُمِّ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

انہائی قابل تدر، قابل وقار، میر عبدالقدوس بن بخش صاحب، You will be called here and after as Speaker of this august House. ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان اسمبلی۔ سب سے پہلے تو میں محترم اسپیکر صاحب! آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً آپ deserve کرتے ہیں۔ آپ کا تجربہ بھی ہے اس ہاؤس کو چلانے کا۔ اور آپ ایک سیاسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کے والد محترم اس ہاؤس کے ممبر رہے ہیں۔ اور جب میں

بلوچستان اسمبلی کا اپسیکر تھا تو ہم دونوں نے اس ہاؤس کو اکٹا چلایا۔ جناب اپسیکر! یہ منصب انتہائی معبر منصب ہے۔ اس قابلِ قدر ہاؤس کا تقدس آپ ہی بحال رکھیں گے۔ اور وہ صرف اور صرف اس بنیاد پر کہ جس طرح ابھی دومنٹ ہوئے آپ نے حلف اٹھایا، اور اس حلف میں بھی کہا ”کہ بلا رغبت بلا عناد میں انصاف کروں گا۔“ میری گزارش ہو گی کہ اس حلف کے تحت آپ اگر اس ہاؤس کے ساتھ without discrimination آپ انصاف کریں گے، تو یقیناً آپ ایک عظیم حیثیت پائیں گے۔ ہماری قبائلی روایات بھی ہیں جناب اپسیکر! یہ صوبہ قبائلی روایات سے مزین ہے۔ ہمیں اس ہاؤس میں وہ functions کرنے ہیں جس سے بلوچستان کے عوام ہماری تقليد کریں۔ یہ 65 کا ہاؤس پورے بلوچستان کا symbol ہے۔ خداخواستہ یہاں اگر ایک دوسرے کو گالیاں دیں یا جس طرح تجربہ ہوا ہے۔ تو ہم اور ہمارا معاشرہ کیسے رہے گا؟ میں جناب اپسیکر! آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے پاس laws ہیں، ہمیں اس ہاؤس کے معزز اراکین کو بلوچستان کیلئے symbol بنانے میں آپ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اور میں گزارش کروں گا کہ یہ کردار آپ ادا کریں گے تاکہ مستقبل میں ہمارا معاشرہ ہمارے ساتھ مل کر چلے۔ جناب اپسیکر! یہ ہاؤس basically قانون سازی کیلئے ہے۔ لیکن unfortunately باوجود اس کو گلیوں اور نالیوں کی تعمیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے ساتھ match نہیں کرتا۔ ہونا یہ چاہیے کہ اس معزز ہاؤس کے ممبران آپ کی قیادت میں قانون سازی کریں۔ کیونکہ سیاست کا مقصد یہی ہے کہ معاشرے کیلئے ایسے قواعد و ضوابط بنائے جائیں، جس سے معاشرہ خوشحال ہو اور اس کے ساتھ یکساں treatment ہو۔ تو اگر اس طرح کی یہ صورت بنے گی تو ممبران صاحبان صرف اپنے علاقے کی اسکیمیں indentify کریں گے۔ اور ان کو supervise کریں گے۔ اور یہاں بیٹھ کر اپنے صوبے کیلئے قانون سازی کریں گے۔ ہمارے لئے یہاں قانون سازی کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ مثلاً سی پیک ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جناب اپسیکر! اس منصوبے کا یقینی طور پر اگر آپ rights کو دیکھیں۔ constitutional rights کو دیکھیں۔

rights کو دیکھیں تو اس کا پہلا فائدہ بلوچستان کو ملنا چاہیے۔ اور وہ تب ہو گا کہ جب ہم سب سر جوڑ کے بلوچستان میں قانون سازی کریں گے۔ تب ہم سی پیک سے بھی اور ہمارے دوسرے وسائل سے بھی ہم فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ جناب اپسیکر! آپ کا اس وقت جو مقام ہے وہ ترازو ہوا ہے۔ اگر آپ حزبِ اختلاف کے ساتھ معاذانہ روئی نہیں رکھیں گے تو یقیناً آپ کی بہت زیادہ عزت ہو گی۔ ہمارا کوئی یہ غرض نہیں ہے کہ گورنمنٹ ہے اور ہم صرف گورنمنٹ کی ٹانگیں کھنچیں۔ بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ یہ اسمبلی ایک change لائے۔ یہاں جو

کرپشن کا بازار ہے یہ minimize ہو جائیں۔ آپ کی صدارت میں، آپ کی سرپرستی میں یہاں میرٹ کو پامال ہونے سے بچایا جائے۔ ہم اگر حزب اختلاف کے اراکین کی حیثیت سے آپ کے سامنے عرض کریں گے تو یہی عرض کریں گے کہ جی میرٹ کو پامال نہ کیا جائے۔ یہاں کرپشن نہیں ہونی چاہیے۔ یہاں اسلامی ادارا کا بول بالا ہونا چاہیے جناب اسپیکر! اس وقت جو آپ نے حلف اٹھایا کل یا پرسوں قائد ایوان بھی حلف اٹھائیں گے تو ان کے وہ حلف کے الفاظ اُس وقت میں آپ حضرات کے سامنے عرض کروں گا۔ یہ ہے کہ اس کو آپ نے protect کرنا ہے اس کو implement constitution کریں گے تو یہاں تمام برائیاں ختم ہو جائیں گی۔ جب آپ constitution کو implement کریں گے تو یہاں تمام ہمارا معاشرہ ایک صاف اور پاک پر من عن عمل کریں گے۔ تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا معاشرہ ایک صاف اور پاک معاشرہ ہو جائیگا اور ہمارے لوگ خوشحال ہوں گے۔ ہمارے یہاں جو غیر یقینی کیفیت ہے یہ ختم ہو جائیگی۔ ہمارا جو حزب اختلاف کا کردار ہے وہ آپ کو بھی بخوبی معلوم ہے اور ہم سب جتنے مبہر زیں ہیں، حزب اختلاف کے ہمیں بھی اپنے کردار کا علم ہے۔ ہماری یہ کوشش ہو گی کہ ہم اُن تمام points کی نشاندہی کریں گے۔ جس سے یہاں smooth functioning میں فرق آتا ہو۔ ہم آپ سے یہ توقع رکھیں گے کہ آپ اُس میں ہمارا ساتھ دیں گے۔ اور میں august House کے تمام اراکین کو بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے کہ ہم بلا وجہ کوئی تنقید نہیں کریں گے۔ لیکن جو برائی ہمیں نظر آئی اور لوگوں کے سامنے آئے اُس کو ہم tolerate نہیں کریں گے۔ آپ نے اپنی speech میں ایک چھوٹی سی دھمکی دی، جس کے لئے میں معدرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا۔ کہ اگر کوئی ایسی بات ہو گی، جو غیر قانونی ہو گی، غیر آئینی ہو گی، اسمبلی روز کے خلاف ہو گی، بلوچستان کے عوام کے خلاف ہو گی تو اُس کو ہم tolerate نہیں کریں گے۔ اس میں آپ کے سامنے بار بار درخواستیں کریں گے بار بار احتجاج کریں گے۔ تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ اس ہاؤس کو اچھے انداز میں چلاں گے۔ اور آپ کی غیر موجودگی میں، سردار بابرخان انشاء اللہ اس ہاؤس کو اچھے انداز میں چلاں گے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ دونوں کو کامیاب رکھے۔ وَآخِر الدُّعَوَانَ عَنِ الْحَمْدِ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔

جناب اسپیکر:

شکریہ ملک صاحب! آپ نے بڑی اچھی باتیں کیں۔ واقعی آپ نے جو باتیں کی ہیں، بالکل اسی طرح اس ہاؤس کا کام یہی ہے کہ قانون سازی کرے۔ اور یہاں power ہماری نالی اور ان چیزوں کی نہیں ہونی چاہیے۔ اچھی بات ہے۔ اور آگے چل کے انشاء اللہ کوشش بھی کریں گے، جو بھی rights ہیں اس

صوبے کے فیڈرل کے ساتھ، وہ صوبوں کو ملنے چاہئیں، صوبوں کی جو powers ہیں وہ ہم ڈسٹرکٹ تک devolve کریں۔ تاکہ وہ چھوٹی موٹی چیزیں وہیں پر بن جائیں، یہاں قانون سازی اور صوبے کی بہتری کیلئے یہاں پر ہم کام کریں۔ جی سردار یار محمد رند صاحب۔

سردار یار محمد رند:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ - قابل احترام جناب اسپیکر میر عبدالقدوس بنجھو صاحب، سردار با برخان موسیٰ خیل صاحب اس ہاؤس کے معزز اراکین جناب جام کمال صاحب۔ اے این پی کے پار لیمانی لیڈر اصغر خان اچکزئی صاحب، بی این پی (عوایی)، ہزارہ ڈیمو کریک پارٹی، جے ڈبلیو پی کے گھرام بگٹی صاحب بی این پی کے میرے دوست اور جے یو آئی کے دوست۔ میں آپ سب کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے پیٹی آئی کے ڈپٹی اسپیکر کیلئے ہمیں ووٹ دیا ہماری مدد کی۔ میں انتہائی طور پر شکر گزار ہوں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہماری اپوزیشن نے بھی اس process میں حصہ لیا اور اپنے امیدوار کو ووٹ دیے۔ جناب اسپیکر! میں اس معزز ہاؤس کے حوالے سے چند الفاظ آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ ہمیں علم ہے کہ پہلے 70 سالوں سے اس ملک میں بلوچستان کو جو مسائل، issues آتے رہے اور جو حکومتیں یہاں بنتی رہی ہیں ان کی قانون سازی کے حوالے سے، ان کے مسائل کے حوالے سے۔ بلوچستان کے مسائل کے حوالے سے، وہ ثابت کردار ادا نہ کر سکیں جو انہیں کرنا چاہیے تھا۔ 1972ء کے بعد جب سے اس اسمبلی کا وجود آیا ہے one unit ختم ہوا ہے اُس کے بعد تو ہمیشہ بلوچستان کے لوگ ہی یہاں منتخب ہوتے آئے، ان کی حکومتیں بنتی رہیں، اکثریت میں سمجھتا ہوں ان ممبر زپار لیمیٹیڈ یونیورسٹی کی ہے ان بزرگوں میں کسی کے والد، کسی کے دادا یا وہ خود کسی نہ کسی طریقے سے ان ایوانوں سے منسلک رہے ہیں۔ ہم جب بھی حکومتوں میں آتے ہیں تو بلند و بانگ دعوے کرتے ہیں۔ مگر result کے لوگوں کو کچھ دینے کے بجائے ہم ان کو لوٹ کر یہاں سے جاتے ہیں۔ بلوچستان، بلوچستان کی دھرتی، بلوچستان کے لوگ غریب سے غریب تر ہو جاتے ہیں اور ہم پارلیمنٹی یونیورسٹی کے اثاثے، ہماری بلڈنگیں، ہماری زمینیں، ہماری جائیدادیں بڑھ جاتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ترقی کا دور ہے، دنیا ترقی کرتی جا رہی ہے اور ہم بدقتی سے اتنے مسائل کے بعد، اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو مسائل دیئے ہیں، بدقتی سے ہم اور ہمارے حکمران ان کو استعمال کر سکے ہیں نہ ان کا فائدہ بلوچستان کے عوام کو پہنچائے ہیں۔ میں کسی پر تقید نہیں کرنا چاہتا، نہ میں پرانا دور کسی کو یاد لانا چاہتا ہوں۔ مگر میر ایمان ہے کہ آنے والے وقت میں جو بھی انشاء اللہ کل نہیں

پرسوں ہمارا نیا قائد ایوان منتخب ہو کے آئے گا اور وہ ایک اس اسمبلی کا حصہ بننے گا۔ میں آپ کو بتا دوں کہ پیٹی آئی جس وقت میں نے join کی تھی آج سے ڈھانی سال پہلے، تو لوگ مجھ سے کہتے تھے کہ اس کا یہاں کوئی وجود نہیں ہے، یہاں اُس کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اُس کی کوئی تنظیم سازی نہیں ہے۔ ہم نے صرف ایک چیز belief کر کے خان صاحب کے ساتھ ہم گئے تھے کہ شاید یہ آخری امید آخری hope ہے پاکستان کے لیے، بلوچستان کے لیے، ان چھوٹے صوبوں کے لیے کہ شاید وہ اقتدار میں آئیں، اقتدار کے ایوانوں میں آئیں تو وہ ان چھوٹے صوبوں کے لیے اُن کے حقوق کے لیے اور یہ 22 کروڑ پاکستانیوں کے لیے شاید کچھ کر سکیں۔ میں آج اس ایوان کے حوالے سے جو treasury benches ہیں یا اپوزیشن کی، یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ قانون، ہر وہ دستور جو آپ بتانا چاہیں گے جو بلوچستان کے عوام کے لیے ہوگا، بلوچستان کے مفاد میں ہوگا، اُس میں ہم گورنمنٹ کے بھی ساتھ ہوں گے اور اپوزیشن کے ساتھ بھی ہوئے۔ مگر اس ہاؤس کے اندر ایک positive business ہونا چاہیے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہماری روایتیں ہیں، ہمارے دستور ہیں، اس پارلیمنٹ کی بڑی عزت تھی۔ مگر پچھلے دور حکومت میں جو جو حکومت یہاں ہوتی ہیں یا جس طرح لوگوں نے behave کیا ہے میں اُن سے درخواست کروں گا جو آج ہم موجود لوگ ہیں تو کم سے کم ہم اس ایوان کی عزت، اُس کے تقدس اور اُس کی روایتیں ہوتی ہیں۔ مسٹر اسپیکر! آپ کو علم ہوگا کہ دنیا کے اندر ایک written constitutions ہوتے ہیں، ہر ملک کا اپنا ایک آئینہ ہوتا ہے۔ مگر کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جو unwritten traditions ہوتی ہیں۔ وہ روایتیں، کھلاتی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ جو ہمارے parliamentarians ہیاں بیٹھے ہیں ایسی نئی روایتیں لاٹیں گے جو ہمارے لیے باعث فخر ہوں۔ اور بلوچستان کے لیے باعث فخر ہوں۔ اور میں یہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کیونکہ مرکز میں انشاء اللہ تعالیٰ ہماری حکومت بننے والی ہے۔ میں جام صاحب کو بھی جو اس وقت majority party کے لیڈر ہیں۔ اور اپوزیشن کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم جتنی آپ کے ساتھ چل کے مدد کر سکتے ہیں، بلوچستان کا حق اور اُس کے rights کے لیے انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیں ثابت قدم پائیں گے۔۔۔ (ڈیک بجائے گئے) اور جام صاحب! جو چیز بلوچستان کا حق ہوگا انشاء اللہ ہم آپ کے پیچے نہیں بلکہ آپ کے آگے ہوئے۔ اور انشاء اللہ وہ حق ہم حاصل کریں گے اور اگر نہ کر سکے تو یقین کریں کہ پھر ہمیں اس ہاؤس میں رہنے کا پھر حق نہیں پہنچتا۔ اور ہم نے جو ایک سوچ اور عمران خان کا ایک vision لے کر آگے چلے تھے جس میں سب سے پہلی بات ہے کرپشن۔ ہمیں پورے پاکستان کا ریکارڈ توڑنا ہے۔ لوگ ہمارا ماق اڑاتے

ہیں، لوگ جب بیٹھتے ہیں تو ہم پر نظر کرتے ہیں کہ آپ اس غریب صوبے کی بات کرتے ہیں، ایک سیکریٹری کے گھر سے چار، چار کروڑ ملتے ہیں۔ تو مجھے بتائیں کیا اس صوبے کے اوپر چیف سیکریٹری نہیں تھا؟ اُس چیف سیکریٹری کے وقت میں کر پیش ہوئی۔ کیونکہ ایک غریب کا بیٹھا تھا مثاق ریکسائی۔ اُس کے لئے میں رسمہ ڈال کر اُس کو کھینچا گیا۔ سیف اللہ چھٹہ صاحب جو اُسکے پرنسپل اکاؤنٹ افسر ہیں، اُسے کچھ نہیں کہا گیا۔ ہم ایک ایسا نظام چاہتے ہیں، جس پر بلوچستان کے لوگوں کو، اُن کے rights، اُن کے حق اور اُن کے حقوق ملنے چاہئیں۔ چار چیزیں ہیں۔ اُس دن میرے لیڈرنے اس اکثریتی پارٹی سے جو ہماری بات چیت چل رہی تھی۔ اُنہوں نے کہا کہ اگر Corruption, education, health and good governance یہ پانچ چیزیں جو بھی ہمارا leader of the house ہو گا ان پر عمل کرے گا تو انشاء اللہ ہم اُس کے ساتھ ہوں گے۔ اور ہم ایک اچھی روایتیں یہاں چھوڑ کر جائیں گے۔ میں آپ کو، آپ کے ڈپٹی اسپیکر منتخب ہوئے ہیں، میں آپ دونوں کو دوبارہ مبارکباد دیتا ہوں اور آپ سے یہ موقع کرتا ہوں، اور آپ کی فیملی، آپ کے والد محترم، وہ ہمارے ساتھ بھی اُنہوں نے کام کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ آپ اپنے والد کی اچھی روایتوں کو انشاء اللہ follow کریں گے اور ایک اچھی tradition یہاں چھوڑ کر جائیں گے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر:

جی شکریہ سردار صاحب، واقعی PTI سے اور آنے والے قائد ایوان سے جو یہاں منتخب ہوں گے، اُن سے بلوچستان کی بہت ساری توقعات ہوں گی، خاص کر عمران خان صاحب سے بھی کیونکہ پاکستان کے عوام نے اُنہیں mandate دیا ہے۔ اور ہر وقت اُنہوں نے چھوٹے صوبوں کی بات کی ہے، اُن سے بہت زیادہ توقعات ہیں کہ وہ چھوٹے صوبوں کے حقوق اور ان میں devolution یا اٹھار ہویں ترمیم میں اچھی تک بہت چیزیں devolve نہیں ہوئی ہیں، وہ بھی امید ہے کہ عمران خان اور اُس کی پارٹی صوبوں کو یہ حقوق دیں گے۔ اور مزید صوبوں کو مضبوط کرنے کے لیے power دینے کی ضرورت ہے۔ بڑی اچھی بات ہے کہ یہ چیزیں بلوچستان کے لیے ہونی چاہئیں۔ جی شاء بلوچ صاحب ہیں، پارلیمانی لیڈر۔

جناب شاء اللہ بلوچ:

لسم اللہ الرحمن الرّحیم۔ شکریہ محترم اسپیکر صاحب! سب سے پہلے تو میں آپ کو اپنے دوست بھائی محترم ڈپٹی اسپیکر صاحب کو، کری صدارت سپیکر شپ اور ڈپٹی اسپیکر شپ کی سنبھالنے پر دل کی گہرائیوں سے، اپنی طرف سے، بلوچستان نیشنل پارٹی کی طرف سے، اپنی دیگر اتحادی جماعتیں ہیں، دوست ہیں، ساتھی ہیں، اُن کی

طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور آپ سے یہی توقعات اور امیدیں وابستہ ہیں کیونکہ جس کری پر آپ اس وقت عہدہ برآ ہیں، اس کا تقاضا یہی ہے کہ آپ وہاں بیٹھنے کے بعد کسی ایک سیاسی جماعت، کسی ایک اتحادی جماعت کا نمائندہ نہیں بلکہ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ ملک صاحب نے بڑے خوبصورت الفاظ میں کہا تھا آپ کو اور ہم یہی توقع رکھتے ہیں کہ آپ اس اسمبلی کو ایک واقعی custodian کے طور پر چلانیں گے۔ بالخصوص، گوکہ دیکھنے کو یہ بہت محقر سا ہاؤس لگتا ہے، پاکستان کے دیگر Houses کی نسبت، in terms of numbers لیکن آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کو پوتہ ہونا چاہیے کہ بلوچستان پاکستان کے 62% رقبے پر مشتمل ہے، 43% رقبے پر نہیں۔ تو آپ پاکستان کے 62% فیصد پر مشتمل بلوچستان کے عوام کے منتخب نمائندے، جن میں خواتین، مرد، ہمارے اقلیتی نمائندے شامل ہیں، ان سب کی اس ہاؤس کے custodian کے طور پر منتخب ہوئے ہیں۔ لہذا آپ کی ذمہ داریاں، تعداد کے اعتبار سے تو شاید اتنی نہ ہوں لیکن آپ کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔ بالخصوص جس طرح بلوچستان تعلیم کے اعتبار سے پسمندہ کہلاتا ہے، صنعت و حرفت کے حوالے سے، معیشت کے حوالے سے، صحت کے حوالے سے اور مواصحات کے حوالے سے بلوچستان کی پسمندگی کو تمام معاملات میں جانا جاتا ہے۔ لیکن ایک عرصہ تھا، ایک وقت تھا یہ اسمبلی کے معمار جو تھے، جن لوگوں نے اس اسمبلی کو، اس گران کو، اس خیے کی طرح لگانے والی اس اسمبلی کو design کیا تھا تو اُس وقت ان کے ذہن میں تصور یہ تھا کہ یہاں گالی گلوچ کے بجائے پیار اور محبت کی باتیں ہو گئی۔ یہاں ایک دوسرے پر کچھ اُچھائے کے بجائے بلوچستان کے دُور افناہ علاقوں میں، پہاڑوں میں، میرانوں میں، ریگستانوں میں، صحراؤں میں پیاسے، بھوکے، بیروزگار، تعلیم سے محروم لوگوں کی تکالیف اور مشکلات کو یہاں زیر بحث لا کر انکے لیے اچھی پالیسیاں بنائی جائیں گی۔ 1972ء میں جب یہ نقشہ بنایا گیا، design بنایا گیا، تصور یہی تھا کہ یہاں سے بننے والی پالیسیاں، یہاں سے بننے والے قوانین، یہاں ہونے والی بحث اور مباحثے، یہاں ہونے والی گفت و شنید، یہاں ہونے والی تقاریر، یہ بلوچستان کے لوگوں کو بہت بڑی خوشخبری اور بہت بڑی خوشحالی دیں گے۔ لیکن بدقتی سے جمہوریت بھی کافی derail ہوتی رہی۔ بلوچستان میں نہ تو اسمبلی میں اچھی گفت و شنید اور اچھی قانون سازی ہوئی۔ بلکہ جمہوریت کے بجائے بلوچستان نے کافی تکالیف اور مشکلات دیکھی ہیں۔ یہاں لوگوں کو اُنکے حق رائے دہی سے محروم کیا گیا۔ یہاں اس اسمبلی میں بلوچستان کے مسائل حل ہونے کے بجائے اس اسمبلی نے بلوچستان کے لیے مسائل پیسا کیے۔ اور اُس کی ایک چھوٹی سی مثال ملک صاحب نے اپنی بات میں کہ ہم نے بلوچستان کے لوگوں کے جوڑ و پیمنٹ چیلنجز ہیں، جو

تغیر و ترقی کے حوالے سے تعلیم کے حوالے سے، ترقی کے حوالے، دنیا میں سائنس اور ٹکنالوجی کے حوالے سے معاملات پر بحث کرنے کے بجائے ہماری ساری کوششیں، کاوشیں اور مختیں اس بات پر ضائع ہوئیں کہ کون دو کلومیٹر روڑ زیادہ اپنے علاقے میں لے جائے گا۔ ہم نے یونیورسٹیوں کی، کالجوں کی، اسکولوں کی، ہسپتالوں کی، اپنے نوجوانوں کی بیرون ملک بھیجنے کے بجائے تعلیمی ادارے کھولنے کے بجائے یہاں سارا ملک نظر ہمیشہ نالی، سڑکیں۔ یہ چیزیں بھی ہونی چاہئیں کسی معاشرے کی بنیادی ضرورتیں ہیں infrastructure کے بغیر تو انی کے بغیر آپ ترقی نہیں کر سکتے لیکن افسوس کی بات ہے کہ یہاں زیرِ کم، دُوراندیش سیاستدان اور بالخصوص کسی اسپیکر کی ہمیشہ ضرورت رہتی ہے کہ وہ یہ سمجھیں کہ یہاں کس طرح کی بحث اور مباحثے ہوئی چاہیے۔ آپ کے پاس یہ دو کتابیں ہیں۔ ارکین نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ لیکن آپ ان کے guidance پر نہیں چلیں گے، آپ کے پاس دو manuals ہیں۔ ایک ہے 1973 کا constitution جس پر rules of procedure recently amendments ہوتی ہیں۔ دوسرے 1974ء کا rules of procedure ہے۔ یعنی آپ کا دستور۔ آپ نے جو بھی یہاں کام کرنا ہوگا، آپ نے ان دونوں manuals کو، اس کے اندر پائے جانے والے regulations اور rules کو دیکھ کر نہیں ہوں گے۔ اگر آپ نے کسی کی سہولت کے لیے اس میں شامل قاعدے اور قوانین کو خداخواستہ آپ کو یا کسی نے کبھی غلط فہمی سے بھی چیزیں ہو جاتی ہیں، جس طرح آج ہوئی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بدنامی کا داغ صرف آپ پر یا اس اسمبلی پر نہیں بلکہ پورے بلوچستان پر لگے گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ بلوچستان جو اپنی سیاسی بصیرت کے اعتبار سے پاکستان کے تمام صوبوں میں اُس کو اولیت حاصل رہی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بلوچستان کی سیاسی بصیرت، بلوچستان کے لوگوں کی قابلیت، بلوچستان کے لوگوں کا علم و دانش اُس پر کوئی انگلی نہ اٹھائے اور وہ یہ اسمبلی لوگوں کو دکھان سکتی ہے۔ پورے پاکستان کو اور پوری دنیا کو ہم دکھان سکتے ہیں کہ ہم قاعدے اور قوانین جانتے ہیں۔ ہم جمہوری اداروں کو چلانا جانتے ہیں ہم تو اعد و ضوابط کے مطابق اسمبلی کے دن پورے کرنا جانتے ہیں۔ اور بالخصوص جناب والا! ایک بہت بڑا قرض جو پچھلے ارکین اسمبلی پر بھی تھا۔ اسپیکر صاحبہ بھی نہیں ہیں۔ مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے جب 04-2003ء میں میں Architect تھا۔ وفاق میں، سینیٹ میں ایک concurrent list کو ختم کرنے کا، 1973ء کے constitution میں اس سے پہلے ایک صوبائی قانون سازی کی فہرست ہوا کرتی تھی۔ اور ایک وفاقی قانون سازی

کی۔ آج آپ دیکھیں وہ صوبائی قانون سازی کی فہرست ختم ہو گئی ہے۔ وہ سارے پاورز صوبوں کو ملی ہیں۔ میں پہلا شخص تھا جس نے سینیٹ میں 2004ء میں concurrent legislative list کے خاتمے کا بل پیش کیا گواہ کو اُس وقت مسترد ہوا۔ لیکن یہ وہ نجح تھا جو میں نے 2004ء میں بولیا، جو 2010ء میں اٹھا رہو ہیں ترمیم کی شکل میں ہمیں ملا۔ اٹھا رہو ہیں ترمیم میں بلوچستان کو تین چار ارب ڈالپینٹ فنڈ سے لے کر 80 بلین یعنی 18 ارب روپے سالانہ بلوچستان کو اُسی ایک ترمیم کی وجہ سے مانا شروع ہوئے۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ اس اسمبلی میں، آپ نے لاز کو update نہیں کیا۔ بلوچستان کی اسمبلی میں اس طرح کی قانون سازی نہیں ہوئی کہ آپ اپنے لاز کو scrutinized کرتے۔ آپ ان کو update کرتے۔ کیونکہ پوری دنیا رو زار یہ ڈریگولیشنز کے بغیر amendment کی constitution کی تو وفاق میں ہوتی ہے لیکن جو نہیں چلتی ہے۔

subsidiary legislation ہے یہ صوبے کی سطح پر آپ کے بہت سے ایسے قوانین ہیں جن میں ابھی بھی ترمیم کرانے کی ضرورت ہے۔ بدقتی سے جس طرح ہم تعلیم میں پسمند ہیں اسی طرح ہم قوانین کو update کرنے میں، 1973ء کے قوانین کو amended یا update جو 2010ء کی اٹھا رہو ہیں ترمیم کے مطابق برابر لانے میں بلوچستان اس وقت سب سے پسمند ہے۔ اور یہ ذمہ داری آپ کی ہے جناب والا! اس اسمبلی میں اس وقت 40 کے قریب ایسے اراکین ہیں، میرے دوست ہیں، جو پہلی دفعہ business کے legislation سے یا کام سے جس کو ہم قانون سازی کہتے ہیں اُس سے وہ ابھی متعارف ہو رہے ہیں۔ یہ آسان کام ہے اگر وچھپی ہو، کبھی کوئی مشکل بھی ہو جاتی ہے اگر اس کے لیے تربیت نہ ہو۔ میں آپ کو دو، تین چیزیں اس لیے suggest کروں کہ بعد میں اُس کے بعد دوسرے معاملات جب قائد ایوان کا انتخاب ہوگا تو ہم سی پیک پر صنعت کاری پر تعلیم پر بات کریں گے۔ بحثیت اسپیکر آپ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اگر خیبر پختونخوا کی اسمبلی کا موازنہ پنجاب، سندھ اور بلوچستان کی اسمبلی سے کریں۔ تو بڑی مایوسی ہوتی ہے۔ یہ اتنی کتابیں میرے سامنے نہیں ہونی چاہئے تھیں۔ وہاں انہوں نے اپنے پورے ہال ہاؤس کو digitalise کیا ہوا ہے۔ ایک screen پر آپ دنیا بھر کے قوانین دیکھ سکتے

ہیں۔ ان کا comparison کر سکتے ہیں۔ ان روڑ اور ریگولیشنز کے مطابق یہاں اپنی بحث و تقاریر میں تھوڑا سا مردج مسئلہ ڈال سکتے ہیں۔ لیکن بدقتی یہ ہے کہ ابھی تک اسی سے ایک سوارب روپے سالانہ پانے والی یہ ہماری بلوچستان کی اسمبلی، ابھی بھی ایک یونین کونسل اور ٹاؤن کمیٹی کی اسمبلی کا مظہر پیش کرتی ہے۔ سب سے پہلی ذمہ داری آپ کی ہے، میں اس میں آپ کے ساتھ تعاون کروں گا کہ آپ نے بلوچستان کی اسمبلی کو ایک ماڈل اسمبلی بنانی ہے اس کو digitalise کرنا ہے۔ اس کے تمام سسٹم کو، آپ کے سیکرٹری سے لے کر ممبرز تک، تمام چیزیں ان کے فنگر پر نہیں میں، جس طرح ان کے موبائل فون پر پڑی ہیں، یہاں وہ تمام چیزیں، چاہے اگر وہ 1972ء کی debates میں بھی جانا چاہتے ہوں تو یہیں پر وہ اسی دوران، یہاں سے ہے بغیر اپنی نشست چھوڑے بغیر انکی ٹیبلز پر میسر ہوں۔ اور اس کے لیے میں اپنی خدمات، اپنی جو بھی تجاویز ہیں وہ دوں گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب اسپیکر! پچھلی اسمبلی کا جب ہم موازنہ کریں تو بلوچستان کی اسمبلی اپنی ineffency کی وجہ سے، ineffective کمیٹیز کی وجہ سے جانا جاتی ہے۔ اس وقت آپ کی اسمبلی میں 14 کمیٹیز ہیں اور 18 اسپیشل کمیٹیز یعنی ٹوٹل آپ کی 22 کمیٹیاں ہیں لیکن بلوچستان اسمبلی کا پرانا ریکارڈ اگر اٹھا کر دیکھیں۔ تو کافی کمیٹیز کے چیزیں م منتخب نہیں ہوئے۔ اگر چیزیں م منتخب ہوئے، بدقتی سے کسی کمیٹی نے وقت پر اپنی میٹنگیں نہیں کیں۔ جس کی وجہ سے بلوچستان میں جتنے بھی لوگوں کے مسائل تھے وہ کمیٹی یہاں زیر بحث نہیں لاسکے۔ آپ کے قوانین update نہیں ہو سکے۔ بیور و کریسی، آفسرز اور ڈیپارٹمنٹس کے ساتھ کوئی ایک قسم کی کوآرڈینیشن نہیں بنی، جس کی وجہ سے بلوچستان آج تک قوانین کے اعتبار سے بھی پسمندہ ہے۔ قوانین کے لیے پیسے نہیں لگتے اس کے لیے commitment چاہئے۔ اور وہ اس اسمبلی نے، اُس کے ممبران نے، پچھلوں نے نہیں دکھائی، میں کسی کومورڈائز ام ٹھہرانا نہیں چاہتا، لیکن، آخری بات جناب والا! کیونکہ وقت کی کمی ہے، باقی دوست بات کریں گے۔ جو ایک ادارہ ہوتا ہے، میں نے پرسوں جو بات کی، یہاں محترمہ اسپیکر صاحبہ موجود تھیں۔ یہاں کا conduct not only inside of this august House but garden، اس کے سڑک، اس کے outside of this House.

کے areas میں جہاں بھی galleries ہیں، یہ سارا matter conduct کرتا ہے۔ یہ پورے بلوچستان کی ترجمانی کرتا ہے۔ افراتفری والی صوبائی اسمبلی، افراتفری والے بلوچستان کا منظر پیش کرتی ہے۔ اور ہم نے یہ عہد کرنا ہے، کیونکہ آج سے ہم اپنے سارے لوگ ہیں۔ اور اُس کی شکایت میں نے کسی اشاف کے حوالے سے نہیں کی تھی محترمہ اسپیکر صاحب نے چند اشاف کو notices دیئے ہیں وہ واپس لے لیں۔ بلکہ ہم سب مل بیٹھتے ہیں۔ ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہاں اس کا conduct inside and outside the Assembly، بالخصوص روڈ پر، سڑکوں پر تاکہ ہماری وجہ سے لوگ یہ کہیں ادا کیں۔ اسکی وجہ سے ہماری ایمبلنس کا راستہ رُک گیا، یا ہمارے بچے اسکول نہیں جا سکے، یا ہمارا بیمارا ہسپتال نہیں پہنچ سکا۔ ہم لوگوں کی سہولت کے لیے بیٹھے ہیں اذیت دینے کے لیے نہیں۔ اس میں ایک مشورہ میں آپ کو دیتا ہوں۔

جناب اسپیکر:

شناعِ صاحب! مختصر کریں بہت سارے ادا کیں ابھی رہتے ہیں۔ جی۔

جناب شناعِ اللہ بلوچ:

آخر میں جناب اسپیکر! public hearing! آپ اپنی تمام کمیٹیز کو پابند کریں۔

جناب اسپیکر:

میرا خیال اس کے لیے آپ کے پاس بہت time ہے، پانچ سال ہیں، بہت چیزوں کو بہتر کریں گے۔ میرا خیال میں آج اصل اُس پر آجائے۔

جناب شناعِ اللہ بلوچ:

اُس کے بعد اور دو ماہ میں قلندر ہونے ہیں تجویز والی ابھی سن لیں، پتہ نہیں اُس کے لیے موقع ملنے ملے۔

جناب اسپیکر:

نہیں، انشاء اللہ آپ کو مزید بھر پور موقع دیں گے۔ جی۔

جناب شناعِ اللہ بلوچ:

آخری تجویز یہ ہیں کہ آپ public hearing کے حوالے سے بلوچستان اسمبلی

میں کو شش کریں کہ لوگوں کی بیہاں پہنچ ہو۔ کسی کی بات کہیں سنی نہیں جاتی۔ وہ بلوچستان اسمبلی میں آئیں، بیہاں ایک عدل و انصاف کا کوئی چوراہا بنائیں، جہاں وہ آکے اپنی بات کر سکیں۔ اور اسمبلی میں وہ بات اُنکے ممبران کے ذریعے سے پہنچ سکیں۔ تیسری اور آخر بات یہ ہے کہ ایک complaint box یہاں لگائیں۔ کافی لوگ ایسے ہیں جو نیب جانے کے بجائے، اینٹی کرپشن کے ادارے میں جانے کے بجائے، بیہاں خاموشی سے اپنی کوئی شکایت ڈال دیں۔ اور اسمبلی اُسے، جو بھی concerned department ہے یا بیہاں کی select کمیٹی ہے، اُس تک پہنچا دے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ ادارہ صرف MPA's کا نہیں ہے، یہ بلوچستان کے لاکھوں لوگوں کی آواز ہے۔ اور اس آواز میں لاکھوں لوگوں کی تکالیف، مشکلات اور اُنکی رائے بھی شامل ہونی چاہئے۔ thank you

جناب اسپیکر۔ بہت بہت شکریہ۔۔۔ (ڈیکٹ جائے گئے)

جناب اسپیکر:

شکریہ شاء بلوچ صاحب! آپ نے اچھی تجاویز دیں۔ ہونا یہی چاہئے تھا کہ جو ممبر، ابھی تو آج ایسا دن نہیں ہے۔ آج تو افتتاح ہے۔ بہت سارے لوگ بات کرنا چاہتے ہیں ممبر زکو چاہئے کہ وہ تجاویز دیں۔ اُس سے بہت سی چیزیں بہتر کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اور آپ کی پارٹی کی قربانیاں ہیں۔ اور عوام نے mandate دیا ہے۔ امید ہے کہ آپ اسکو بہتر طریقے سے آگے لے چلیں گے۔ ایک بات آپ نے کہی شاید ہمارے بھی knowledge میں نہیں ہے، ریکارڈ میں بھی نہیں ہے۔ اگر اس طرح ہے تو ہم دیکھیں گے ہمارا صوبہ area-wise کتنا فیصد ہے، اگر 62 ہے تو یہ ہمارے لیئے نئی بات ہے۔ concurrent list کی بات کی آپ نے، اچھی بات ہے آپ نے اس کو وہاں لیا۔ لیکن واقعی یہ بہت بڑا لمیہ ہے کہ 73ء کا آئین جب بنا، اُس کے تین سال بعد یہ سارے devolve ہونے تھے۔ لیکن وہ نہیں ہو سکے۔ اور وہ جا کے 2010ء میں ہوئے۔ مطلب اتنا، وہ بھی پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ میں آئیں بنا۔ لیکن یہ ہے کہ اسیں بہت time لگا۔ آپ نے بھی اسمبلی جدو جہد کی ہے آپ کی بھی کاؤشوں کو ہم سراہتے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ یہ 76ء میں ہونا چاہئے تھا۔ اور جو 73ء کے بعد جو concurrent list بنی تھی۔ آپ اسمبلی

کی جو آپ computerized کی بات کر رہے ہیں، اور بہت چیزوں کی۔ ہم نے پچھلے بجٹ میں already ساری چیزیں کر لی ہیں۔ اور اسکو computerized کر رہے ہیں نئے system کے ساتھ تاکہ سب کچھ آپکے سامنے ہو اور ہم ریکارڈ کو بھی بہتر maintain کر سکیں۔ آپ کی تجویز بھی اچھی ہے لیکن اسکو already ہم کر چکے ہیں۔ کمیٹی کا واقعی ایک بہت بڑا role ہوتا ہے، ہم اسکو serious نہیں لیتے ہیں۔ لیکن پچھلی گورنمنٹ میں اسپیکر صاحب نے کمیٹیز کو بہتر کرنے کی بہت کوشش کی اور مزید بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں تمام ممبران کے تعاون کی ضرورت ہے، اور بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور یہی وہ چیز ہے جس میں آپ چیزوں کو بہتر کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ کی مشینری بہتر چلانے میں مدد کر سکتے ہیں۔ ان کی کیاں نکالنے کے لیے کار آمد ثابت ہو سکتے ہیں، بہت اچھی تجویز ہے۔ تو انشاء اللہ آگے چل کر بھی جو بھی چیزیں بہتری کے لیے ہوں گی انشاء اللہ ہم ان کو adopt کرتے رہیں گے۔ اور آگے جن پارلیمانی لیڈرز کو فلوردوں گا، برائے مہربانی کیونکہ بہت سارے لوگوں نے بولنا ہے، اگر کم بولیں پارلیمانی لیڈرز پانچ سے دس منٹ اور باقی ممبران تین سے پانچ لیں۔ جی اصغر خان اچکزئی صاحب۔

جناب اصغر خان اچکزئی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے میں اس ایوان کے تمام منتخب اراکین کو ایک جمہوری عمل مکمل کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی جناب اسپیکر! آپ کو اس انصاف کے منصب پر فائز ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور جناب ڈپٹی اسپیکر بابر خان موسیٰ خیل صاحب کو ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یقیناً ہمارے دوستوں نے کافی ساری باتیں کی ہیں۔ اور تقریباً ہر پہلو کو منظر رکھ کر بات کی ہے۔ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں جناب اسپیکر! کہ یقیناً ہم یہاں تشریف فرما پورے صوبے سے منتخب نمائندے اپنے کندھوں پر امانت کا ایک بہت بڑا بوجھاٹھا کے یہاں آئے ہیں۔ ہمیں سب سے پہلے اس بوجھ کو اٹھاتے ہوئے اپنے اللہ کے حضور اپنے آپ کو جوابدہ سمجھ کر کام کرنا ہوگا۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا اعتماد ہے جو اس صوبے کے کم و پیش 65 لاکھ افراد نے اس ایوان کے 65 افراد پر کر رکھا ہے۔ جہاں تک پوچھ گچھ کی بات ہوگی، اللہ کے

حضور جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دریائے نیل کے کنارے ایک بیمار کتنے سے متعلق پریشان ہیں۔ تو ہمیں بھی پریشان ہونا چاہئے کہ جو امانت ہمیں سونپی گئی ہے اُس کو ہم کس طرح صحیح سلامت اپنے لوگوں تک پہنچا دیں۔ جہاں تک اس ملک میں جمہوریت کی بات ہے جناب اسپیکر! یہ جمہوریت ہمیں کسی نے پلیٹ میں لا کر نہیں دی ہے۔ اس کے لیے اس جمہوری اداروں کے استحکام کے لیے اس ملک کے عوام نے اور بالخصوص صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی لیڈر شپ نے قربانیاں دی ہیں، میرے خیال میں اس جمہوریت سے مستفید تو ہوئے ہیں پنجاب کے لوگ اور اس جمہوریت سے مستفید ہوئے سندھ کے لوگ۔ لیکن اس جمہوریت کے لئے جو قربانیاں ہمارے اکابرین نے دی ہیں۔ آج بھی اس ملک میں اگر جمہوریت کے حوالے سے کوئی کسی قائد کی مثال پیش کرے گا تو اُس کا تعلق یا صوبہ خیبر پختونخوا کے باچا خان سے ہو گا یا خان عبدالولی خان سے ہو گا یا اس صوبے کے نواب غوث بخش بن بجو ہو گا یا سردار عطاء اللہ خان مینگل سے ہو گا یا خان شہید عبدالصمد خان اچنزی سے ہو گا۔ یہ ہمارے لیے ایک الیہ اپنی جگہ صحیح کہ جس جمہوریت کے لیے قربانیاں ہم نے دی ہیں۔ 12 اگست 1948ء سے لیکر سانحہ باڑہ کہ جس موقع پر ہم نے چھ سو جنازے اُٹھائے ہیں۔ آج کے دن تک جنازے ہماری قسمت میں ڈر بدریاں ہیں لیکن اس سے مستفید کوئی اور ہوئے ہیں۔ ہم اقدار کے لوگ ہیں، پیشک دنیا ہمیں پسمندہ سمجھے۔ دنیا ہمارے متعلق قبائلی روایات کے امین سمجھے۔ ان روایات کو لوگ چاہے کتنا ہی غلط کیوں نہیں سمجھیں، لیکن جناب اسپیکر! ان روایات کی پاسداری میں جو مقام ہم، اس ایوان کا اور اس صوبے کے لوگوں کا ہے یہ میرے خیال میں کسی کی نصیب میں نہیں ہے۔ اور میں آج کے دن کے حوالے سے چند تجاویز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں خصوصاً جناب اسپیکر! جس طرح ملک صاحب نے شروع میں سی پیک پر بات کی۔ وہ سی پیک جس کی دنیا میں چرچے ہیں اور اُس کے چرچے ہماری ہی سرزی میں سے ہیں۔ اگر اس سی پیک سے گواہ کو نکال دیا جائے تو اسکی کوئی اہمیت نہیں ہوگی۔ لیکن سب سے پہلے اس سے ہمیں مستفید ہونا چاہئے تھا۔ ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری پچھلی حکومت نے، خاص کر اُس وقت کے تحت رائے و نظر کے حکمرانوں نے اُس کا رُخ جو صرف اور صرف پنجاب کی طرف کیا۔ پورے صوبے کو، پورے ملک کے عوام کو ایک احساس دلایا کہ پاکستان کا مطلب پنجاب، باقی کچھ نہیں ہے۔ جب گواہ بلوچستان میں ہے تو

اس سے سب سے پہلے مستغیر ہمیں ہونا چاہئے۔ ہمیں صرف روڈز کی صورت میں نہیں، ہمیں فائسر آپلکس کی صورت میں، ہمیں انرجی سیکٹر کی صورت میں، ہمیں ہر اس لحاظ سے جہاں سے روزگار بھی ہو، ایجوکیشن بھی ہوا اور ساتھ ہی ایک پُر امن اور خوشحال زندگی بھی جس سے ممکن ہو۔ دوسری بات جناب اپسیکر! امن و امان کے حوالے سے، ہم نے پچھلے دورِ حکومت میں یا اس سے پہلے، ایسے ایسے واقعات سے دوچار ہوئے جن میں کچھ واقعات شاید زندگی بھر ہم نہ بھول پائیں بحثیت صوبہ۔ 8 اگست کا وہ واقعہ جس نے ہماری ایک تیار کردہ فصل کو ختم کر دیا۔ اس فصل میں ہمارے کل کی لائن میں کھڑے بجز تھے، جو یہاں آج ہائی کورٹ کے نجح ہوتے یا سیشن کورٹ کے۔ لیکن جس طریقے سے اس فصل کو کاٹا گیا جو خلا پیدا کیا گیا اس کے بعد جو کچھ سانحہ پیٹی ٹریننگ سینئر میں ہوا، شاہ نورانی میں ہوا۔ اسی طرح کھڈگوچہ مستونگ میں ہوا۔ ہمیں اس طرح کے واقعات کی روک تھام کیلئے سنجیدگی سے آگے بڑھنا ہوگا۔ اور خاص کر سانحہ 8 اگست کے حوالے سے آج اس فلور پر میری ایک تجویز ہے کہ ہمیں ایک قرارداد کی شکل میں ایک قرارداد پاس کریں کہ جو رپورٹ قاضی فائز عیسیٰ کی قیادت میں بنی تھی، اس رپورٹ پر من و عن عمل درآمد ہونا چاہئے۔ تاکہ جن کوتا ہیوں کی قاضی فائز عیسیٰ نے نشاندہی کی ہے وہ کوتا ہی خدا نخواستہ مستقبل میں ہمیں پھر نہ لے ڈو بے ہم اس کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ ہماری علمی سطح اس لیوں پر نہیں ہے کہ کل پچاس بندے قتل ہو جائیں، 70 بندے قتل ہو جائیں، کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارے ایک تعلیم یافتہ بندے کی شہادت سے وہ خلا ہم سال ہا سال میں پورا نہیں کر سکتے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے جناب اپسیکر! ہم پی پر رہنے والے لوگ ہیں۔ ہمارے لئے، اس خطے کیلئے، ایک پُر امن جمہوری افغانستان کے بغیر گزارہ ممکن نہیں ہے۔ ہمارے کاروبار کو اس مگنگ کے نام پر، ہمارے پاس اور کوئی افڈ سٹریز نہیں ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ اس ایوان کے ذریعے سے ہم کچھ اس طرح کے فیصلے کریں ان تجویز کو آگے لے جائیں کہ جس کو بنیاد بنا کر افغانستان کے ساتھ ہمارے ایک بھائی چارے کا تعلق ہو۔ اور اس بنیاد پر وہاں بھی ایک امن اور استحکام کے ذریعے سے ہماری طرف ایک سوچ پیدا ہو جائے۔ اور ہماری طرف بھی اس کی طرف ایک پُر امن ایک اچھے ہمسایہ کی سوچ پیدا ہو جائے۔ کیونکہ یہ بات ہمارے بڑوں سے لیکر سب کہتے چلے آ رہے ہیں کہ ایک پُر امن مستحکم جمہوری افغانستان کے بغیر اس خطے میں استحکام ممکن نہیں ہے۔ تیسری اور آخری بات مجھے یقین ہے کہ کل پرسوں تک جب جام کمال صاحب قائد ایوان منتخب ہوں گے، مجھے پورا یقین ہے کہ اس صوبے کی پسمندگی کو ختم کرنے کیلئے، روزگار سے لیکر دیہاتی علاقوں میں ایک اچھی سی صحت پر ضرور توجہ دی جائیگی۔ اور ایک بات میں آخر میں کہوں جام صاحب یا بلوچستان عوامی پارٹی کے حوالے سے مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ہمارے اپوزیشن

کے دوست انہیں تنگ نہیں کر سکتے کہ کچھ ان کے باپ کے ساتھی ہے اور کچھ ان کے دادا کے ساتھی اور دوست ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ہمارے اال والے ہیں وہ جام یوسف مرحوم کے ساتھی اور دوست تھے۔ ہمارے پشتو نخواہیپ کے وہ جام میر غلام قادر خان کے ساتھی اور دوست تھے۔ اور اسی طرح بی این پی کے حوالے سے تحریک انصاف کی مرکز میں حکومت کی وجہ سے مجھے یقین ہے کہ اس مرکزی حکومت کے ذریعے سے انشاء اللہ ہمارے تعلقات یہاں انتہائی اچھے ہوں گے۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ یہ ہاؤس ہم سنجیدہ طریقے سے، جس سے پورا صوبہ مستفید ہو، ہم چلانے میں کامیاب ہوں گے۔ آخری بات میں کہوں یہاں خاص کر جام صاحب یا اس ہاؤس کے حوالے سے، یہ بیورو کریسی ہمارے بھائی ہیں۔ اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ لیکن ہمیں ایک فیصلہ کرنا ہوگا۔ تین دن پہلے جام صاحب نے ایک letter اچیف سیکرٹری صاحب کو لکھا ہے کہ یہاں آنے والی حکومت تک appointments نہیں ہونی چاہئیں۔ لیکن ڈھڑا ڈھڑا شروع ہیں آخر کیا وجہ ہے؟ خُدا نخواستہ ہم کل کی حکومت میں انہیں چور نظر آ رہے ہیں۔ یا ان کے دال میں کچھ کالا ہے۔ یعنی ایک ہی دن میں انڑو یوز بھی ہوں۔ دوڑ بھی ہوں۔ سب کچھ ہوں۔ تو ہماری یہ خواہش ہے یہ request ہے کہ ہم سب کو خاص کر ہمارے قائد ایوان کو اپنے دستخط کا لحاظ رکھنا ہوگا۔ یہ نہ ہو کہ ایک ایک چیز کیلئے دس دس، بیس بیس مرتبہ خوار ہوں کیونکہ اگر ہم خوار ہوں گے یقیناً جس طرح کچھلی حکومتوں میں ہوا ہے، آئندہ بھی ہمارے ساتھ اسی طرح ہوتا رہے گا۔ ہمیں منتخب نمائندوں کی حیثیت سے، منتخب حکومت کی حیثیت سے اپنی عزت کا لاج خود رکھنا ہوگا۔ تو انہی الفاظ کیساتھ میں ایک مرتبہ پھر جناب اپنیکر! آپ کو بابر خان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور اس امید اور یقین کے ساتھ کہ ہماری اس حکومت سے، ہمارے اس ایوان سے پورا بلوچستان برابر مستفید ہوگا۔ چاہے وہ یہاں رہنے والے بلوج ہوں، چاہے یہاں رہنے والے پشتوں ہوں، سیلیٹر ہوں، ہمارے ہزارہ بھائی ہوں۔

کیساں اور برابری کی بنیاد پر اُن کو اپنے حقوق میسر ہوں گے۔

Thank you very much.

جناب اپنیکر:

جی شکر یہ اصغر خان اچھی صاحب۔ آپ نے اچھی باتیں کیں۔ اور واقعی جمہوریت کی بھالی کیلئے اور اس process کے لئے آپ کی پارٹی کے ساتھ تمام پارٹیوں نے ہر جگہ اس کی قربانی بھی دی ہے۔ اور جس طرح جام صاحب نے بات کی کہ ہمارے اس porcess اپنیکشن میں ہمیں بہت بڑا نقصان ہوا۔ جس میں ہمارے ایک امیدوار ایک نذر اور پاکستانی جناب سراج نیسانی صاحب ہم سے جدا ہو گئے، شہید ہو گئے۔ اس طرح کی اور بہت ساری مزید قربانیاں، سب پارٹیوں نے دی ہیں ہمارے لوگوں نے جو قربانیاں

دی ہیں پھر بھی ہم، بہتر deliver نہیں کریں، میرے خیال میں یہ ہماری بد قسمتی ہوگی۔ اور عوام کی توقعات بھی ہم سے زیادہ ہیں۔ اور اس گورنمنٹ سے بہت زیادہ ہیں۔ کہ یہ گورنمنٹ اُنکے لئے بہتر کچھ کرے گی۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ کہ آپ نے اچھی باتیں کی ہیں۔ جی جناب اسد بلوج صاحب۔

میرا سداللہ بلوج:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سب سے پہلے جناب اسپیکر! ایک جمہوری انداز میں آج منتخب نمائندوں نے اپنے ووٹ کی طاقت سے آپ جناب کو اپیکر اور سردار باربرا صاحب کو ڈپلائی اسپیکر منتخب کیا، یہ ہماری جمہوری عمل کا ایک حصہ رہا۔ لیکن جس چھت کے نیچے ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس چھت کو جس طریقے سے مددوں پہلے ڈیزائن کیا تھا، یہ ہمارے کلچر کی نمائندگی کرنے والی ہے۔ جس سے بلوج اور پیشون کے جو گداں کا کلچر ہوتا ہے۔ یہاں اس ایوان میں نمائندے آئے ہیں، پارٹیوں نے اپنے role-play کیئے ہیں۔ ہر پارٹی نے اپنے manifesto کے حوالے سے، اپنے آئینی اور منشور کے حوالے سے یہاں اس اسمبلی کی فلور پر کوشش یہی کی کہ بلوچستان کی پسمندگی کو ہم دُور کر سکیں۔ بلوچستان کی پسمندگی دُور کرنا تو اپنی جگہ آج بھی بلوچستان کے عوام ناخواندگی، علاج سے بھی محروم ہیں۔ ترقی یافتہ دُنیا سے جب ہم چیزوں کو connect کرتے ہیں۔ میرا ایک دوست فرانس گیا۔ اُس نے کہا کہ جب میں فرانس کی ایک میوزیم میں گیاتو وہاں لاٹین رکھے ہوئے تھے۔ ہم نے اُن سے پوچھا کہ یہ لاٹین کیوں رکھے ہوئے ہیں؟ اُنہوں نے کہا کہ جناب! آج سے سینکڑوں سال پہلے لوگ اس کو استعمال کر رہے تھے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج بلوچستان کے 80% لوگ اس بجلی سے بھی محروم ہیں۔ تعلیم ایک بنیادی حق ہوتی ہے تعلیم کے بغیر دنیا میں کہیں ترقی نہیں ہوتی۔ لیکن آج بلوچستان میں 60% لوگ اس تعلیم سے بھی محروم ہیں۔ بلوچستان ایک اگر یکچر زون کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن ہماری ناقص پالیسی، مرکزی گورنمنٹ کی عدم توجہ کی وجہ سے ہمارے زمیندارانہ شعبیہ کے بھی محتاج ہیں۔ بلوچستان کی اس سرزی میں نے عالم بھی پیدا کئے ادیب بھی پیدا کئے، ڈاکٹر زبھی پیدا کئے انجینئر زبھی پیدا کئے۔ یہاں لوگوں میں talents ہیں۔ لیکن یہاں نا انصافی، استھان، استھان، عدل نہ ہونے کی وجہ سے آج بلوچستان احساس محرومی سے دوچار ہے۔ کیا اس نئی اسمبلی میں نئے آنے والے نمائندے آج یہ عہد کر سکتے ہیں کہ ہم ایک ہو کر، ایک فیملی کی حیثیت سے، اپنی روایات کو ہقرار کھتے ہوئے پیار و محبت کے حوالے سے استھان کے خلاف نہیں۔ مرکزی گورنمنٹ کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ اس ملک کو صرف اسلام آباد کی رونق کی خاطر نہیں بنایا۔ جب قائد اعظم محمد علی جناح بلوچستان آئے تھے انہوں نے اپنی تقریر میں کہا، ”انہی الفاظ کے ساتھ کہ ایسی

فلائی ریاست ہو گی جس میں استھان سے پاک ایک معاشرہ ہو گا، انصاف ہو گا۔ مساوات ہو گی۔ کیا جناب اسپیکر صاحب! انصاف اور مساوات 70 سال بعد یہاں کے لوگوں کو ملی؟ ہم اس بات پر حق بجانب ہیں کہ ہم اپنا جمہوری احتجاج اس اسمبلی کے فلور پر وقتاً فوقتاً کرتے رہیں گے۔ پچھلے آدوار میں ہمیں یہ بات سن کر کافی افسوس ہوا کہ اربوں روپے یہاں lapse ہوئے۔ آیا بلوچستان اتنا ترقی یافتہ ہے کہ یہاں پیسوں کی ضرورت بھی نہیں تھی کہ ہمارے پیے lapse ہوئے؟ یہاں تک کہ اسلام آباد کی میٹرو کیلئے یہاں سے پچیس ارب روپے بلوچستان کے بجٹ سے گئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کو ایک پُرانے صوبہ بنانے کی خاطر، ایک تعلیم یافتہ صوبہ بنانے کی خاطر، ایک ترقی یافتہ اور خوشحال صوبہ بنانے کی خاطر مل بیٹھ کر ایک ہو کے آگے بڑھیں۔ قانون سازی تو یہاں اس ملک میں کافی ہوئی۔ مرکزی حکومت میں قانون سازی ہوئی، یہاں بھی قانون سازیاں ہوئیں، کیا ان قانون سازیوں کے باوجود ان پر عمل کیا گیا؟ بلوچستان کی اس اسمبلی میں ہزاروں قراردادیں پاس کی گئیں، اُن قراردادوں کے متن بلوچستان کے عوام سے منسک تھے، اُن کی محرومیوں سے تھے لیکن اُن قراردادوں میں سے ایک پر بھی عمل نہیں ہوا۔ آئین آج ہم عہد کریں کہ اُن تمام قراردادوں پر جو عمل نہیں ہوا ہے ایک دفعہ سر جوڑ کے بیٹھیں کہ کیوں؟ کیا ہماری ذمہ داریاں صرف یہ ہیں کہ میں یہاں آ کر ایک speech دوں اُس کے بعد میری ذمہ داریاں ختم؟ ہم سے لوگوں کی بڑی امیدیں ہیں۔ جو ساتھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے اپنے لوگوں سے یہ commitment کر کے، یہ عہد کر کے ”کہ میں اسمبلی میں پہنچ کے آپ کے بنیادی مسائل کو وہاں ایڈریس کر کے اور ان کو حل کرنے کیلئے آپ کی دلیز تک آپ کو انصاف پہنچاؤں گا“، لیکن اس میں ہم ناکام ہوئے۔ جس ڈسٹرکٹ سے میرا تعلق ہے وہاں چار لاکھ کی آبادی ہے اور گورنمنٹ ملازم صرف چھ ہزار ہیں۔ اگر ایران کے بارڈرز نہ ہوتے، وہاں کے لوگوں کی اتنی معاشی بدهی ہوتی کہ احساسِ محرومی کی وجہ سے معاشرے میں ظلم جبرا انتشار پھیلتا۔ اس لئے پیروزگاری کے خاتمے کیلئے جناب اسپیکر صاحب! اُلیئن ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ بلوچستان کی پوری آبادی ایک کروڑ 16 لاکھ ہے، حالیہ مردم شماری کے حوالے سے پورے بلوچستان میں تین لاکھ ملازمین ہیں۔ تو ایسے نوجوانوں کو ہم کہاں کھپائیں جو ڈگریاں لے کر پھر رہے ہیں۔ ضرور ان کو کوئی غلط راستہ ملے گا۔ ضرور ان کو کوئی غلط طریقے سے استعمال کرے گا۔ ہماری کوشش یہ ہو گی کہ یہ نوجوان۔۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر:

میر صاحب! میرے خیال میں اور بھی بہت سارے دوستوں کو بولنا ہے الہمنا مختصر کریں تو بہتر ہو گا۔

میر اسد اللہ بلوچ:

میں تو آپ کے ساتھ ایکشن لڑا تھا اس لئے تو مجھے نہیں کہہ رہے ہو۔

جناب اسپیکر:

نہیں میں نے اسی لئے آپ کو پانچ منٹ زیادہ کر کے پندرہ منٹ دیئے۔ ہمسایہ کی خاطر محبت بھی زیادہ ہوتی ہے نا اور حقوق بھی زیادہ ہوتے ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ:

مہربانی - thank you - جناب اسپیکر صاحب! آپ جس منصب پر بیٹھے ہیں آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔ آواز میں کی ہو گی بیٹھوں گا لیکن بولتا رہا ہوں گا اور آپ کو سُننا ہو گا۔ یہ وعدہ کریں میرے ساتھ۔

جناب اسپیکر:

انشاء اللہ ہم سنیں گے اور آپ سے سیکھیں گے۔ بڑی مہربانی میر بلوچ صاحب! آپ نے بہت اچھی باتیں کیں۔ گوکہ جو important بات کی وہ یہ ہے کہ اس ہاؤس سے جتنی قرارداد پاس ہوتی ہیں واقعی وہ اسلام آباد جا کے dustbin میں ہوتی ہیں، کبھی ان پر implement نہیں ہوا۔ اور نہ کبھی انہوں نے ان کو دیکھا اور صوبائی گورنمنٹ کو انہوں نے inform کیا کہ یہ قرارداد آئی ہے اُس کی یہ اہمیت ہے۔ آنے والے قائد ایوان کی ذمہ داری اس طرف متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اس چیز کو فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ اٹھائیں کہ یہاں جو قرارداد پاس ہوتی ہے dustbins میں چھیننے کی بجائے ان پر implement کیا جائے اور باقاعدہ صوبائی گورنمنٹ کو لکھا جائے کہ آپ نے یہ قرارداد پاس کی ہے، اس کی یہ پوزیشن ہے۔ آپ نے ایک بہت اچھی بات کی اور ہم آنے والے قائد ایوان سے یہی کہیں گے کہ اس حوالے سے اسلام آباد یہ پوائنٹ ضرور raise کریں۔ قانون سازی واقعی بہت ہوئی ہے ان پر عملدرآمد کرنا بھی اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے۔ قانون سازی ضرورت بھی ہے اور جتنی قانون سازی ہم کر رہے ہیں واقعی اس طرح عمل نہیں کر رہے ہیں، یہ ہاؤس کی ذمہ داری ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے۔ جتنے ارکین اسمبلی ہیں اور گورنمنٹ کے جتنے ملاز میں ہیں ان کی ذمہ داری یہ کہ وہ ان پر implement کرائیں اور چیزوں کو بہتر کرائیں۔ ضروری نہیں ہے کہ اگر عمل نہیں ہو گا ہم قانون سازی نہیں کریں۔ ہم قانون سازی کریں اور کمیوں کو دور کریں اور آگے بڑھیں۔ واقعی بلوچستان میں بیروزگاری واقعی بہت زیادہ ہے۔ لیکن ہم نے اتنی job دیئے اور اگلے پانچ سالوں میں اسی طرح job دیتے رہے میرے خیال میں آپ کی ڈولپمنٹ کے لئے کوئی بجٹ نہیں بچے گا۔ ہم نے resources پیدا

کرنے ہیں کہ ہمیں گورنمنٹ job پر انحصار کرنے کی بجائے اپنے بچوں کو جو ہمارے اپنے مستقبل ہیں ان کو ہم بہتر ایسی ٹینکنیکل ایجوکیشن دیں، ان کو ایسے تیار کریں کہ وہ آگے اس چیز پر انحصار نہ ہو کہ صرف ان کو گورنمنٹ کی job کی ضرورت ہو۔ گوکہ یہ روزگاری بہت زیادہ ہے لیکن اس ہاؤس کی ذمہ داری ہے۔ کہ ہم ایسے ذرائع پیدا کریں کہ صرف اس چیز پر اگر ہم جس طرح جا رہے ہیں۔ صرف job کے پیچھے جائیں۔ تو میرے خیال میں ہمارا 85% بجٹ تنخوا ہوں کی مدد میں جا رہا ہے۔ بقايا 15% ہے اگر اسی طرح پانچ سال تک رہے میرے خیال میں یہ zero% ہو گا جو ڈولپمنٹ کی مدد میں نہیں ملے گا۔ ایک بات یہ ہے کہ اچھی بات کے ساتھ ساتھ اسے اسمبلی کا ایک وہ بھی ہے کہ اسمبلی کے اندر تمام ممبروں سے request ہے کہ کھانے پینے کا سسٹم ہاؤس کے اندر نہ ہو۔ اگر کسی نے پانی پینا ہے یا کوئی چیز کھانی ہے تو وہ ہاؤس سے باہر جا کر کھائے پیئے۔ کیونکہ ہاؤس کا تقدس اور احترام تمام دوستوں پر لازمی ہے۔ جی احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ:

شکریہ یہ جناب اسپیکر۔ الحمد للہ، اللہ پاک کی مہربانی سے ہمارے ملک میں جو 2018ء کے ایکشن بخیر و خوبی انجام پائے، اُس کے نتیجے میں پورے ملک کے اندر، قومی اسمبلی اور دیگر تینوں صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس منعقد کئے جا رہے ہیں۔ اور جمہوری عمل کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی جانب پورا ملک گامزن ہے۔ بلوچستان اسمبلی بھی الحمد للہ اسی طرف گامزن ہے۔ جناب والا! سب سے پہلے میں آپ جناب کو اس ہاؤس کا اسپیکر منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ اس اسمبلی کے جتنے بھی ممبران ہیں، یہاں تشریف رکھتے ہیں اور جو یہاں جو موجو ہوئیں ہیں، جناب کے توسط سے میں اُن تمام حضرات کو اپنی جانب سے، اپنی پارٹی بی این پی (عوامی) کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! آپ اس سیاسی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں کہ الحمد للہ آپ کے والد صاحب میر عبدالجید بزنجو صاحب پورے پاکستان میں اور خاص طور پر بلوچستان میں ایک جانی پہنچانی شخصیت ہیں۔ اور الحمد للہ وہ اس ہاؤس کے بھی Custodian رہے ہیں۔ اور آپ اُن کے فرزند کی حیثیت سے اس صوبے کے چیف ایکیڈیٹر بھی رہے ہیں۔ اور الحمد للہ آج آپ جس منصب پر فائز ہیں، ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ جو سابقہ آپ کی کارکردگی ہے اور اس صوبے کیلئے جتنی خدمات سرانجام دیئے ہیں، ہم یہ امید رکھتے ہیں انشاء اللہ آپ کے ہوتے ہوئے اس ہاؤس میں حکومتی پیغمبر اور اپوزیشن کے پیغمبر تمام انشاء اللہ و تعالیٰ قواعد اور قانون کے مطابق آپ سے مطمئن رہیں گے۔ جناب والا! کچھ تجوہیں معزز رکین کی جانب سے پیش کی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ اسمبلی فلور جو آج ہمیں میسر ہے، ہم امید رکھتے ہیں

کہ انشاء اللہ و تعالیٰ کے اگلے پانچ سال ہمیں یہی فور میسر ہو گی۔ اور بہتر تو یہ ہوتا کہ قائد ایوان کے منتخب ہونے کے بعد، چونکہ جو تباہیز ہیں، ان میں سے بعض کا تعلق آنے والی حکومت سے تھا۔ تو انشاء اللہ و تعالیٰ پرسوں جب قائد ایوان منتخب ہو جائیں گے اُسکے بعد انشاء اللہ و تعالیٰ مجھ سمت یہاں جتنے بھی ممبران ہیں وہ اپنی تباہیز دیں گے۔ اور مجھے امید ہے انشاء اللہ ہر ثبت تجویز پر عملدرآمد ہو گا۔ جناب والا! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لیتا سی پیک کے حوالے سے۔۔۔۔۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی اسپیکر سردار بابر خان موسیٰ خیل صدارت کی کرسی پر متمکن ہوئے)

سید احسان شاہ:

بابر صاحب! میں آپ کو بھی ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر اپنی جانب سے اور اپنی پارٹی بی این پی (عوامی) کی جانب سے مبارکباد دیتا ہوں۔ میرے خیال میں شاید آپ پہلی دفعہ elect ہو کر آئے ہیں اور یہ بھی ایک سعادت کی بات ہے کہ آپ نے پہلے ہی انتخاب کے بعد اسمبلی کے اجلاس کی صدارت کر رہے ہیں۔ میں آپ کو دلی مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

خیر مبارک شاہ صاحب! آپ کی بڑی مہربانی۔

سید احسان شاہ:

تو جناب! سی پیک کے حوالے سے دوستوں نے یہاں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یقیناً یہ افسوس کی بات ہے سی پیک میں جہاں 57 ارب ڈالر کی بات ہوتی ہے۔ تو اس سی پیک کی وجہ سے اس ملک میں فارن کرنی آتی ہے لیکن جس صوبے کی وجہ سے یہی پیک قائم ہوا، جس صوبے کی وجہ سے جس علاقے کی وجہ سے 47 ارب ڈالر آئے اس ملک کے اندر، افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جناب! اُس کا پانچ فیصد بھی اس صوبے میں نہیں آیا۔ اور حق تو یہ تھا کہ اس وقت جو پلانگ کے منشیر تھے احسن اقبال صاحب معدرت کیسا تھکھوں گا وہ دو سال تک پوری قوم سے غلط بیانی سے کام لیتے رہے۔ جب اُن سے بات ہوتی تھی وہ کہتے تھے کہ نہیں یہی پیک کے حصے نہیں ہیں، یہ جتنے پراجیکٹ ہیں یہ چاٹنا اور پنجاب گورنمنٹ کی یا مرکزی گورنمنٹ کے درمیان کسی اور ایگر یمنٹ کے تحت ہو رہے ہیں۔ بعد میں جب محسوس کیا KPK کے چیف منسٹر نے اور سندھ کے چیف منسٹر نے، جب اُن کے Embassy سے رابطہ قائم کیا، فارن آفس والوں سے جب رابطہ قائم ہوا تو انہوں نے کہا نہیں یہ جتنے بھی پرو گیلکش ہیں یہی سی پیک کے حصے ہیں۔ تب جا کے احسن اقبال صاحب نے پھر اپنا

کیا اور فرمانے لگے کہ ہاں یہ ایک umberalla project stance change ملک پر محیط ہے۔ اب umberalla project اگر پورے ملک پر محیط تھا تو اس کو اشارت تو یہاں سے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن جناب والا جس طرح اصراراً چکزئی صاحب میرے مہربان نے جو بات کی کہ تخت رائے ونڈ کی اپنی ترجیحات تھیں ان کے حوالے سے سی پیک کا رخ بھی ایک طرف موڑا گیا۔ میں یہ کہتا ہوں وہاں بھی پنجاب کے غریب علاقے بھی ہیں لیکن سی پیک کے اثرات وہاں تک بھی نہیں پہنچے اس کے اثرات صرف لاہور اور رائے ونڈ کا تو seriousness تک ہی محدود رہے۔ جناب! ہماری پچھلی جو حکومتیں تھیں، ہی پیک کے حوالے سے انکی seriousness کا تو یہ حال تھا کہ معدودت کے ساتھ کہوں گا کہ یہاں focal person جو سی پیک کا لگایا گیا وہ ایسی اینڈ جی اے ڈی کا ایک ٹرانسپورٹ افسر تھا۔ اب ایک ٹرانسپورٹ افسر کو آپ سی پیک کا focal-person لگاتے ہیں تو اس سے دوسروں کا اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ بلوچستان والے سی پیک کیسا تھکتے serious ہیں۔ اور جناب والا! بہت ساری چیزوں جو ہمارے قانون اور قاعدے اور آئین میں لکھی ہوتی ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا ہے۔ اب جس طرح اسپیکر صاحب نے کہا کہ بہت ساری چیزوں پر عملدرآمد کروانے کی ضرورت ہے۔ اور میں انشاء اللہ تعالیٰ یہ امید رکھوں گا کہ جام صاحب جب قائد ایوان منتخب ہو جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد آئین میں جتنے بھی ہمیں اختیارات دیے گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو استعمال کرتے ہوئے ہم اپنے صوبے اور عوام کی خدمت کریں گے۔ جناب والا! میں ایک اور چیز کے نوٹس میں لے آؤں، بھلی کے حوالے سے جناب! ہمارے علاقے میں بھلی ایران سے آتی ہے اور ایران سے ہم نیشنل گرڈ سے انک نہیں ہیں۔ پچھلے ایک دو مینے سے وہاں چوبیں گھنٹے میں صرف تین سے چار گھنٹے بھلی ہوتی تھی تو اس کیلئے میں صرف یہ ایوان کے دوستوں کے نوٹس میں لانا چاہ رہا تھا اور اس کے بعد جب انشاء اللہ تعالیٰ موقع ملا تو اس پر سیر حاصل بحث کریں گے۔ انہی الفاظ کیسا تھ جناب کا شکر گزار ہوں، مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شہزاد صاحب! آپ نے بہت اچھی بات کی انشاء اللہ اگلے اجلاس میں ان points کو دیکھا جائیگا۔

ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی: جناب اسپیکر صاحب۔۔۔۔۔ (ماغلہ)

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

sorry, kindly جیسے اسپیکر صاحب نے پہلے رو نگ دی تھی کہ جو پارلیمانی لیڈر ہیں پہلے ان کو

لے لیں اُسکے بعد جو بولنا چاہتا ہے۔ نہیں نہیں میں عرض کر رہا ہوں آپ کی وجہ سے نہیں۔ بی این پی کا بیٹھا ہوا ہے پشوونخو امیپ کا بیٹھا ہوا ہے اس طریقے ہو۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

صحیح ہے سردار صاحب۔ بس اس کے بعد اسی طریقے سے ہو گا۔ جی ظہور بلیدی صاحب۔

میر ظہور احمد بلیدی:

دو تین منٹ مختصر، اس کے بعد اسی طریقے سے کر لیں۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

وہ بھی غلط ہوا، آپ کے لئے نہیں آپ بات کریں آپ کو فوراً دے دیا ہے ناراض نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جی دو تین منٹ کے لئے مختصر آ کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، جناب اسپیکر! معزز اراکین اسمبلی۔ میں آج تمام اراکین اسمبلی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہیں 25 جولائی کو عوام نے منتخب کر کے اس اسمبلی میں بھیجا ہے۔ اور جناب اسپیکر! میں آپ کو اور قدوس صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو ان منصب پر فائز ہوئے ہیں۔ اور اس امید کے ساتھ کہ آپ اسمبلی کے جوا جلاس ہوں گے، اُن کو احسن طریقے سے چلا میں گے اور سب کو ساتھ لے کے چلیں گے۔ جناب اسپیکر! بلوچستان کے عوام نے ایک بار پھر اس اسمبلی پر یہاں کے ممبران پر اپنی امیدیں پاندھ لی ہیں۔ بلوچستان، پاکستان کا سب سے پسمندہ، سب سے محروم صوبہ ہے۔ جہاں بڑی تعداد میں جس کا percentage کوئی seventy, sixty ہو گا، ان کو پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے یہ روزگاری اپنی انتہاء کو ہے۔ وہ شنگر دی اور لا قانونیت اپنے عروج پر ہے۔ اور لوگوں نے جو ہمیں ووٹ دیکر یہاں بھیجے ہیں اس امید کے ساتھ کہ وہ جا کے ایسی قانون سازی کریں گے، ایسی حکومت منتخب کریں گے، جو اُنکے دکھوں کا مداوا کریں۔ جوان کو ان کی پریشانی اور مشکلات سے باہر نکالیں۔ اور اس اسمبلی پر اتنی ذمہ داریاں عائد ہیں اور اس سے اتنی ہی امیدیں وابطہ ہیں کہ ان کو شاید نجاتے بھاتے بہت عرصہ لگ جائیگا۔ لیکن مشکلات اپنی جگہ پر ہوں گی۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ ہم جتنے بھی اراکین ہیں سارے بلوچستان کے مفادات کی خاطر ملکہ کام کریں گے۔ اور جو ہمارے حقوق ہیں، وفاق پر جو پچھلے آدوار میں ہمیں نہیں دیے گئے ہیں، صرف ہمیں لوپ پوپ دیا گیا تھا اور ان کو سب مل کے، اکھٹے، صوبے

کی نمائندگی کر کے ان سے وہ حقوق لیں گے اور اپنے عوام کی خدمت کریں گے۔ با تین تو اور بھی بہت سے لوگوں نے کرنی ہیں۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ بلیدی صاحب، اب نصر اللہ زیرے صاحب کو، عبدالخالق ہزارہ صاحب! آپ بات کریں۔

جناب عبدالخالق ہزارہ:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ أَشَطَّئِنَ الرَّجَمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ میں سب سے پہلا اپنی جانب سے آپ کو اور عبدالقدوس بن جو صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ اس امید کے ساتھ کہ آپ اپنی تمام تعلیمی، سیاسی بساط اور استطاعت کے مطابق اس ہاؤس کو احسن طریقے سے، انتہائی خوش اسلوبی اور خندہ پیشانی سے آگے لے جائیں گے۔ جہاں رہی بات مجھے، میں تو جو نیز ہوں، پہلی مرتبہ میں یہاں آیا ہوں۔ مجھے معلوم نہیں ہے کہ آج کا اجلاس میں اپنے بڑوں سے اپنے سینئرز سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آج کا اجلاس ہمیں focus کرنا چاہیے آج کی بڑنس کے حوالے سے۔ اگر میں رکھوں وہشت کے حوالے سے یا دہشت کے حوالے سے یاسفا کیت کے حوالے سے یا بربریت کے حوالے سے یا حیوانیت کے حوالے سے یا قتل و قتل کے حوالے سے، تو اس سے زیادہ، مجھ سے زیادہ یا ہم سے زیادہ شاید یہاں بہت کم لوگ اس طرح ہیں، ہمارے ساتھی ہیں جو اس چیز کا احساس کرتے ہیں لیکن ان کا ظاہم ہے۔ جس طرح احسان شاہ صاحب نے کہا کہ بہت ساری باتیں ہم نے کرنی ہیں، وہ ہمیں آنے والی حکومت سے کرنی ہیں۔ لیکن آج کی جو بڑنس ہے روپ ز آف بڑنس ہے، اس حوالے سے بات کریں۔ ہماری، یعنی بلوچستان کی اس تمام تر سوچ، آنکھیں اس ہاؤس پر لگی ہوئی ہیں۔ جیسے ملک سکندر صاحب نے کہا کہ ”اپسیکر صاحب! آپ نے یہ حلف اٹھایا ہے آپ ہر بغض و کینہ اور عداوت سے ہٹ کر اس ہاؤس کو چلا نہیں گے“، میرا ایمان ہے جس دن میں یہاں حلف اٹھانے کے لئے آ رہا تھا، مجھ سے میڈیا والے پوچھ رہے تھے کہ ”آپ حلف اٹھانے کے لئے جا رہے ہیں؟“ میں نے یہی بتایا کہ آج تجدید عہد کا دن ہے آج ہم یعنی ہر ممبر نے جا کر گھر میں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے حلف میں کیا کیا سو گندلی ہے۔ جس وقت ہم اپنے اُسی حلف پر مِن و عن عمل در آمد کو یقینی بنائیں گے، آپ باور کر دیں کہ ہمارا بلوچستان گل و گلزار ہو گا۔ یہاں کر پیش نہیں ہوگی۔ یہاں میرٹ کی بنیاد پر فصلے ہوں گے۔ جس وقت ہم گل گونزیں کی بات کرتے ہیں تو گل گونزیں کا مطلب یہی ہے کہ وہاں کر پیش نہیں ہوئی چاہیے وہاں ناجائز نہیں ہونا چاہیے۔ وہاں بتیم بچ تعلیم سے محروم نہیں رہنے چاہئیں۔ اس لئے ہماری تمام تر بلوچستان کی آنکھیں اس ہاؤس کے اوپر لگی ہوئی ہیں۔

یہ ہاؤس تمام حکومت پر مکمل حکومت پر اور تمام وزراء پر چیک اینڈ بیلنس ہے یہ accountable ہے۔ یہ accountable کرنے والا ہاؤس ہے۔ اس لئے اس ہاؤس کے تقدس، اس کی sentity، ان کی credibility انتہائی ضروری ہے۔ ہم سب کو چاہیے آج جو میں دیکھ رہا ہوں، بفضل خداوند، جس طرح کل سردار اختر مینگل صاحب نے جس دھیمے الفاظ میں وہاں قومی اسمبلی میں انہوں نے شکایت کی ہے، آج بفضل خداوند وہ چیز میں بلوچستان اسمبلی میں نہیں دیکھ رہا ہوں۔ اور انشاء اللہ و تعالیٰ اسی امید کے ساتھ کہ ہمارے بہت سارے ساتھی انتہائی mature سنجیدہ ہو کر اس ہاؤس میں آئے ہوئے ہیں اور وہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ جب وہ کام کرنا چاہتے ہیں تو ہماری گزارش بھی یہی ہوگی تو کم از کم آنے والے دنوں میں ہم وہ کام کریں، وہ مثالی کام کریں کہ ہزارگی میں کہتے ہیں کہ لگو بنادیں۔ یعنی بلوچستان اسمبلی کو role-model بنادیں۔ بلوچستان اسمبلی کی جو image اس سے پہلے رہی ہے مجھے اس پر کوئی گلہ نہیں ہے، نہ میں کچھ بات کروں گا نہ میں یہاں افراد کو اجازت دوں گا کہ اس پر وہ جانیں انہوں نے کر دیے جوز بان یہاں استعمال کی لیکن میری اپنے تمام سارے ساتھیوں سے گزارش ہے کہ ہم نے کم از کم اس پارلیمانی زبان کو اس سے بہٹ کر کوئی ایسی زبان استعمال نہیں کرنی ہے جو کل ہمارے لئے، ہمارے بچوں کے لئے ہمارے بلوچستانیوں کے لئے باعث شرمندگی ہو۔ اس لئے ہم سب کو مل جل کر، جناب اپسیکر! یہ آپ کے اوپر depend کرتا ہے، آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں، آپ اس کے نگہبان ہے، آپ مائی باپ ہیں، آپ والی وارث ہیں۔ اس ہاؤس کے تقدس کا بنیادی مقصد یہی ہے کہ ہم سب نے اس کو چلانا ہے۔ ہم سب نے اس کو آپ کے نزدیک، مکمل طور پر۔ ایک tenure میں، میں ٹاؤن نائب ناظم رہ چکا ہوں۔ اس وقت بھی وہی اپسیکر کا عہدہ تھا۔ لیکن آپ باور کر لیں کہ میں، میں نے پانچ سالوں میں کسی کو یہ موقع نہیں دیا کہ میں نے کسی ایک ممبر کو ہاؤس سے نکال دوں۔ اور میرے معزز ممبر صاحبان جو کوئی سلسلہ تھے، جو نائب ناظمین تھے، انہوں نے بھی مجھے یہ موقع نہیں دیا۔ انشاء اللہ و تعالیٰ آنے والے دنوں میں بہت ساری باتیں ہوں گی حکومت سازی کے حوالے سے جب ہماری حکومت بنے گی۔ آپ میں سے جس کسی کی حکومت بنے گی۔ انشاء اللہ و تعالیٰ جام صاحب کی حکومت بنے گی۔ ہم سب، میں تو یہ کہتا ہوں کہ جو بھی ہوگا، چاہے میں ہوں گا یا کوئی اور ہوگا۔ آپ ہاؤس کے اوپر چیک اینڈ بیلنس رکھیں۔ جس منстр نے غلط کیا آپ ان کو accountable کریں کوئی میرٹ سے بہٹ کر کیا ہے، قانون سے بہٹ کر کیا ہے۔ اس لئے اس ہاؤس کے تقدس اسی میں ہے کہ ہم سب مل جل کر کام کریں اور اس ہاؤس کی خوبصورتی ہے کہ یہاں اپوزیشن ہونی چاہیے۔ اگر اپوزیشن نہیں ہوگی تو ثابت تقدیم نہیں ہوگی۔ یقین طور پر ہم پھر مر پدر آزاد

ہوں گے کسی کو نہیں مانیں گے، پھر ہم اپنی مرضی سے جو کچھ کریں پھر کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا۔ اس لئے اس ہاؤس کے تقدیس اسی میں ہے کہ ہم سب اس کا احترام کریں اور کوشش یہی کریں کہ یہ ہاؤس چلے اور یہ ہاؤس جب چلے گا تو انشاء اللہ و تعالیٰ اس کو ایک مثالی ہاؤس بنائیں گے۔ ایک مثالی حکومت بنائیں گے۔ کرپشن کے حوالے سے ساتھیوں نے کہا۔ مجھے معلوم ہے میں اس میں نہیں جاؤں گا۔ کہ پنجاب کے اب بھی احسانات ہیں شہباز شریف یہ چیخ چیخ کے کہہ رہے تھے کہ ”میں نے این ایف سی ایوارڈ میں بلوچستان کے اوپر احسان کیا ہے“۔ لیکن بلوچستان کے اوپر احسان نہیں کیا تھا۔ وہ احسان چند اشخاص کے اوپر ہوا تھا۔ اور آج تک اُس کی گراہنڈ پر کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہے۔ اور آج تک ہمارا ہر ممبر صاحب چیخ چیخ کر کہہ رہے ہیں کہ ہمارے علاقوں میں ترقی نہیں ہوئی ہے وہاں کچھ نہیں ہوا ہے۔ واقعتاً ہے۔ لیکن ہم سب نے آج کے بعد، جس طرح عمران خان صاحب نے کہا ہے کہ ”نیا پاکستان بنائیں گے“، ہم نے اور آپ نے عہد کرنا ہے کہ نیا بلوچستان بنائیں گے۔ بلوچستان اسمبلی کی وہ credibility، وہ sentity، وہ دلائیں گے، جو کسی دنیا کے مہذب معاشروں میں جس اسمبلی کی sentity ہوتی ہے، تقدیس ہوتا ہے، اُس کو مجال کریں گے۔ Thank you very much.

(ڈیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

عبدالخالق ہزارہ صاحب! آپ نے بہت اچھی بات کی انشاء اللہ ہم سب مل کر اس ہاؤس کو خوبصورت انداز سے چلا کیں گے۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب اسپیکر! سب سے پہلے میں آپ کو ڈپٹی اسپیکر اور جناب قدوس بنجو صاحب کو اسپیکر منتخب ہونے پر دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

خیر مبارک۔ خیر مبارک۔

جناب نصر اللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! آج آپ جس کرسی پر براجمان ہیں، جب 1970ء میں اس صوبے کے عوام کو پہلی مرتبہ one-man, one-vote کا حق ملا۔ اور وہ بھی جب ون یونٹ بنایا گیا تھا، جب جزل ایوب خان نے 7 اکتوبر 1958ء کو ملک میں مارشل لاء لگایا تو اس کا پہلا قیدی کے طور پر خان شہید عبدالصمد خان اچکزئی کو

گرفتار کیا گیا۔ اور 14 سال قید بامشققت کے بعد اسکی رہائی ہوئی۔ یقیناً خان شہید عبدالصمد خان اچنزی ہمارے دوسرے اکابرین باچا خان، میر غوث بنخوا اور دیگر اکابرین کا مقصد یہ تھا کہ ہم one-unit کوختم کریں۔ one-man, one vote کو بحال کریں، جمہوریت کو بحال کریں۔ اُس وقت بہت سارے لوگ تھے جو جزل ایواب خان کی گود میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے D.B نظام کے وہ ممبر تھے۔ لیکن ہمارے اکابرین نے اس august-House کے لئے اس جمہوریت کے لئے قربانیاں دیں۔ آج ہمیں ان شہداء کو یاد کرنا چاہیے جنہوں نے one-man, one-vote کے لئے جدوجہد کی۔ آج ہم میں سے بہت سے لوگ جو یہ تصور بھی شاید نہیں کر سکتے تھے، بہت سارے یہاں کے لوگ، باہر کے لوگ یہاں ممبر ہوا کرتے تھے۔ ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ہم اس ہاؤس کے ہم ممبر بھی بن سکیں گے۔ لیکن ہمارے ان شہداء کی قربانیوں کی بدولت آج ہم اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ ہم Leader of the House بننے جا رہے ہیں، اپسیکر بننے، آپ ڈپٹی اپسیکر بننے اور ہم اس ہاؤس کے ممبر بننے۔

جناب اپسیکر! پاکستان کی تاریخ، جمہوریت نواز قوتون اور آمریت قوتون کی یہ ایک ایسی کشکش کی تاریخ ہے، جس میں اس ملک پر چار مارشل لاءِ مسلط رہے۔ اس ملک میں جمہوریت کے لئے قربانی دی گئی۔ اور آج بھی ان جمہوری قوتون کی اور غیر جمہوری قوتون کی کشکش جاری ہے۔ بحیثیت پستونخواہی عوامی پارٹی، ہم نے جزل ضیاء کی فوجی آمریت میں 7 اکتوبر 1983ء کو ہماری پارٹی کے چیئرمین جناب محمود خان اچنزی پر اس کوئٹہ شہر میں فائزگ کی گئی، اُس وقت جزل رحیم الدین جسے ”جزل ڈائر“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اُس کے دور میں، اُس کے حکم پر ہمارے کارکنوں پر فائزگ کی گئی، جس میں ہماری پارٹی کے چار کارکن شہید درجنوں زخمی ہوئے اور درجنوں کئی سالوں تک پابند سلاسل رہے۔ میں اس موقع پر یہ کہتا چلوں کہ ہم نے اس 25 جولائی کے انتخابات میں ملک کی تمام بڑی پارٹیوں نے، یہاں ان کے نمائندگان بھی بیٹھے ہیں، انہوں نے اس ایکشن کو ڈھونگ قرار دیا تھا اس کو مسترد کر دیا تھا۔ اور آل پارٹیز کانفرنس ہوئی جس کے فیصلوں کے مطابق کہ یہ احتجاج ایک fair and free elections کے لیے جاری رہے گا۔ جس طرح دوستوں نے تجاویز دیں، اس اسمبلی کو آپ چلا کیں گے Custodian of the House کی حیثیت سے، ہماری آواز، چونکہ میں اپوزیشن میں ہوں ہمارے باقی دوست اپوزیشن میں ہوں گے۔ ہماری آواز صرف اور صرف آپ تک ہوگی۔ ہمارے حقوق کے محافظ آپ ہوں گے۔ اس لیے کہ ہم اس ہاؤس سے باہر اپنا موقف بیان نہیں کر سکیں گے اپنی آواز بلند نہیں کر سکیں گے۔ ہمارے حقوق کا تحفظ آپ کریں گے اس ہاؤس میں۔ چونکہ حکومتی پنجہر اگر اپوزیشن کے

خلاف غیر قانونی اقدامات کیے تو کم از کم ہمیں بولنے کا حق اس ہاؤس میں ہونا چاہیے۔ اور آپ کی کری غیر جانبدارانہ ہونی چاہیے آپ ہوں یا اسپیکر صاحب ہوں۔ اور باقی جو تجاویز ہیں اسٹینڈنگ کمیٹیوں کو آپ فی الفور بحال بنائیں۔ اس سے پہلے جو حکومت تھی اُس میں اسٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی گئیں۔ 10 سال کے بعد صوبے میں اسٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی گئیں اُس کے چیئرمین منتخب ہوئے۔ میں خود ایک اسٹینڈنگ کمیٹی کا چیئرمین تھا اور میں نے خود public hearing کی اس اسمبلی میں لوگوں کو بلایا، کمیٹی روم میں میں نے hearing کی تھی۔ آپ ان کمیٹیوں کو فعال بنائیں گے آج سے پانچ سال پہلے میں نے یہاں پشتو میں تقریر کی تھی تو اُس وقت اسپیکر صاحب نے کہا کہ یہاں مترجم نہیں ہے، ہم بندوبست کریں گے۔ آج پانچ سال گزرنے کے باوجود نہیں ہیں یہاں ہونے چاہئیں۔ کل آپ نے سنده اسمبلی میں دیکھا کہ لوگوں نے سنندھی زبان میں حلف لیا۔ اردو میں لیا، انگریزی میں لیا۔ یہاں سنندھی زبان میں، یہاں بلوچی میں، یہاں پشتو میں، یہاں دیگر زبانوں میں آپ یہاں بندوبست کریں تاکہ لوگ اپنے مافی اضمیر صحیح بیان کر سکیں۔ اور اس طرح ہمارے بہت سارے دوست ہوں گے جو اپنا مافی اضمیر اردو میں صحیح طور پر بیان نہیں کر سکتے وہ پشتو، بلوچی اور براہوئی میں اچھی طرح بول سکیں گے۔ آپ کی مہربانی ہوگی اگر آپ نے یہ بندوبست کیا۔ (پشتو کا اردو ترجمہ)۔ ”جناب اسپیکر صاحب! اس ملک کا آئینہ ہمیں اجازت دیتا ہے اور تو اعدوان ضباط کا راستہ اسمبلی بھی ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم اپنی مادری زبان میں تقریر کریں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ ہم ایک ایسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں کہ ہم نے ساری زندگی آمریت اور جمہوریت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ ہم اس کے لئے اسی لئے ٹارگٹ ہوئے۔ اور اسی ایکشن میں ہمیں یہ کہہ رہے تھے کہ آپ یقین کریں سابق وزیر داخلہ تھا، اُس نے ہمیں صاف کہا کہ ”روال ایکشن میں آپ کا کوئی بھی شخص اسمبلی میں نہیں ہوگا، یہ باتیں of the record ہیں۔“ جناب اسپیکر! ایسی بات نہیں ہے کہ ہم اس ملک کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس ملک میں پارلیمنٹ ہواں ملک میں جمہوریت ہوا اور عوام کے منتخب نمائندے ہوں۔ عوام کے نمائندے حق پر فیصلہ کریں۔ آج جو یہاں صوبائی اسمبلی ہے ایک وزیر اعلیٰ ہو لیکن اس کو کوئی اختیار حاصل نہ ہو اختیارات دوسروں کے پاس ہوں۔ وزیر اعظم ہوا اور اختیارات کسی اور کے پاس ہوں یہ ملک کیسے چلے گا؟ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ملک دشمنوں کا شکار ہے۔ اور یہاں جو 8 راگست کا واقعہ بیان ہوا، مستونگ کا واقعہ، اس ایکشن کے دن مجھ پر حملہ ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

زیرے صاحب! آپ ابھی مہربانی کر کے اردو میں تقریر کریں۔ اسکے لیے پھر آگے ہم لوگ لاحظہ عمل
ٹے کریں گے کہ اردو میں ترجمہ ہو، بلوچی، پشتو، ہرزبان میں پھر ہم۔۔۔ (مداخلت)

جناب نصراللہ خان زیرے:

جناب اسپیکر! آپ روز پڑھیں اگر اس میں مجھے اجازت ہے میں اب بھی پشتو میں بول سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

اس کے لیے پھر آپ کو اسپیکر سے اجازت لینی پڑے گی نا۔

جناب نصراللہ خان زیرے:

نہیں اس میں نہیں ہے، اگر آپ یہ روز پڑھیں۔ شمس صاحب! آپ روز پڑھیں۔
(پشتو کا اردو ترجمہ) ”ایسا ہے کہ ایکشن کے دن میرے پونگ ایکشن پر حملہ ہوا اس میں 35 افراد شہید ہوئے اور
60 افراد زخمی ہوئے۔ ہم یہ بات کرتے ہیں کہ اس ملک کی خارجہ پالیسی، ایک ایسی خارجہ پالیسی ہو جو کہ
عدم مداخلت کی پالیسی ہو۔ افغانستان ہمارا بھائی اور مسلمان ملک ہے۔ اور ہونا یہ چاہیے کہ افغانستان کے ساتھ
ایک بھائیوں جیسی خارجی پالیسی بنے۔ ایسی پالیسی جو عدم مداخلت کی پالیسی ہو۔ اور پھر دیکھیں جو 22 نکات
بن گئے ان پر کیا عملدرآمد ہوا؟ پارلیمنٹ نے 22 نکات بنائے، نہیں ہوا، دہشتگردی جو ہم خود promote
کرتے ہیں، اپنی دہشتگردی کے مراکز بناتے ہیں تو پھر دہشتگردی کیسے ختم ہوگی جناب اسپیکر!؟ میں آج اس
موقع پر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہونا چاہیے کہ ہم ان قوتوں کو صحیح طور پر جمہوریت اور آمریت، ایسا نہ ہو کہ دونوں
پلڑے ہوں۔ ایک شاعر اردو میں کہتا ہے کہ

عجب تیری سیاست عجب تیر ا نظام
حسین سے بھی مراسم، یزید کو بھی سلام

یہ دونوں ہو سکتے کہ آپ حسین سے بھی مراسم رکھیں گے اور دوسرا جانب یزید سے بھی سلام و دعا کریں گے۔
نہیں، اگر آپ صحیح جمہوری ہیں، صحیح جمہوریت پسند ہیں، تو آپ کو ایک راہ چننا ہو گی کہ کس راہ پر آپ نے جانا
ہے۔ (پشتو کا اردو ترجمہ) ”جناب اسپیکر! میں آج احتجاجاً کہ جو دھاندی ہوئی ہے اس ملک میں جسے ساری
پارٹیوں نے مسترد کیا ہے۔ اُس پر بھی آج میں اپنی اس تقریر کے بعد احتجاجاً و اک آٹ کروں گا۔ اور میں اپنی
تقریر ایک مشہور پشتو شاعر کے اس شعر پر ختم کروں گا:

”ہر چا په زڑہ کشی دی ساتلی گرانہ سوک نئے نہ منی اؤ چا منلی گرانہ۔

پشتوں احساس چی رانہ خاوری نہ کی نور خومی ہرسہ دئی بائیللو گرانہ۔
 دا پر دئی کله ژموڑ خپل کیدائے نہ سی موڑئے ٹول عمر غولہ ولی گرانہ
 ما وئیل میدان ته به دشمن را ذرمی داخو خپلوان ہم دی راغلی گرانہ۔
 ده انقلاب ڈا زادی گلونه، پشتوں پنڈا دی ساتلی گرانہ۔“

جناب اسپیکر! میں آپ کا شکر یہ ادا کروں گا اور میں دھاندی کے خلاف، آل پارٹیز کا فرنس نے جو اس ایکشن کو مسترد کیا ہے، اسٹینشمٹ نے اس میں مداخلت کی ہے اور ایسا بدترین ایکشن ہوا ہے تاریخ کا، دھاندی سے بھر پور، جس کا میں خود گواہ ہوں۔ 35 لوگ میرے پونگ اسٹینشن پر شہید کیے گئے۔ باقی تمام کی ریکارڈ، تمام آل پارٹیز، جمعیت العلماء اسلام، ایم ایم اے، عوامی نیشنل پارٹی، مسلم لیگ (ن)، پبلیک پارٹی، باقی جتنی پارٹیاں ہیں، سب نے اس ایکشن کو مسترد کیا ہے۔ لہذا میں اس دھاندی کے خلاف اس ہاؤس سے احتجاجاً وَاك آوٹ کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز رکن ایوان سے باہر چلے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

زیرے صاحب! آپ کی بات صحیح ہے آئندہ جو بھی کسی اور زبان میں بات کرنا چاہے، اُس کے لیے روپ 215 میں لکھا ہوا ہے:-

(1) The Member shall ordinarily address the Assembly in Urdu, but a Member who can not adequately express himself in Urdu may, with the permission of Speaker, address the Assembly in English or in his mother tongue.

مہربانی۔ ابھی میں نوابزادہ گھر ام گٹھی صاحب سے کہوں گا کہ مختصر آپنے خیالات کا اظہار کریں۔

نوابزادہ گھر ام گٹھی:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ سب سے پہلے میں آپ کو ڈپٹی اسپیکر اور عبدالقدوس بن جنوب صاحب کو اسپیکر اور تمام members کو دل کی گھر ایوں سے خوش آمدید کہتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ کہ ہم ایک جمہوری طریقے سے آج یہاں پیش ہوئے ہیں اور یہاں تک پہنچے ہیں۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس ایوان کے ممبران جن کو لوگوں نے ووٹ کے ذریعے ایک ذمہ داری دے کر یہاں بھیجا ہے۔ اور وہ عوام کے مسئلے

مسائلوں کو حل کریں گے۔ بلوچستان میں پانی، گیس، ہمیتی، ایجوکیشن اور جتنے مسئلے مسائل ہیں، خاص کر اگر آپ دیکھیں ڈیرہ بگٹی square kilometer area 950 ہے لیکن وہاں ایک گاؤں کو لو جست ڈاکٹر موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں ہر ہفتہ ہماری ماوس، بیٹیوں اور بہنوں کی deaths ہو جاتی ہیں۔ یہ صرف ڈیرہ بگٹی کا نہیں پورے بلوچستان کے ایسے issues ہیں لیکن ہمیشہ بلوچستان کو محروم رکھا گیا ہے۔ چاہے وہ سوئی گیس مسئلہ ہو جہاں سے گیس نکلتی ہے 20 سال بعد ہمیں ملی ہے، چاہے گواڑ کے نام پر ہمیں جو ابھی لوئی پاپ دیا جا رہا ہے جس کے اندر سے ہمیں روڈ دی جا رہی ہے اور بولتے ہیں کہ روڈ کے اوپر آپ پنگھ کی دکان بنائیں اور ہوٹل بنائیں اور دھا بے بنائیں، اس سے ترقی نہیں ہوگی۔ ترقی اُس وقت ہوگی جب یہاں انفاراسٹرکچرز، کالج، یونیورسٹیز اور ٹینکنیکل ٹریننگ سنٹر زینیں گے۔ اور میں امید رکھتا ہوں کہ لوگوں نے اسی وجہ سے ہمیں ووٹ دیا ہے کہ ہم deliver کر سکیں۔ اور ہمیشہ چاہے حکومت ہو یا اپوزیشن ہو جو بلوچستان کے حق اور حقوق کی آواز ہوگی جو نگ و نا موس کے لیے ہوگا۔ میں اُس کے ساتھ ہمیشہ کھڑا رہوں گا اور ہمیشہ حق اور انصاف کی بات کروں گا۔ زیادہ نائم نہیں لوں گا once again آپ سب کو، جتنے ممبر ان ادھر میٹھے ہوئے ہیں اُن کو، اسپیکر صاحب کو اور ڈپٹی اسپیکر صاحب کو بھی، سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

Thank you very much

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکریہ گہرام بگٹی صاحب۔ اب میں میدم شکلیہ نوید کو موقع دیتا ہوں کہ وہ اپنی خیالات کا اظہار کریں۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قاضی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ سب سے پہلے یہاں elected ممبران سے۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

نصراللہ ذیرے کو واپس الیوان میں آنے پر welcome کرتے ہیں۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قاضی:

میں elected ممبران کو مبارکباد پیش کرتی ہوں، secondly ہمارا جو جمہوری طریقہ کا رہے

میں Mir Abdul Quddus Bizenjo Sahib, as a Speaker. میں respected اور آپ سردار بابر

خان صاحب کو select as Deputy Speaker کرتی ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر بی میدم۔

محترمہ شکلیہ نوید نور قادری:

میں نے ٹھوڑا سا analyse کیا۔

Because it is very first time, I am in Assembly on my reserved seats from Balochistan National Party (Mengal). The way we are treating here that today I was sitting in opposition chamber, so that was stinking, dirty, dusty room with the brokinacy, with no internet facilities. I asked someone to give me the WiFi Password.

یہ مجھے آپ کیوں نہیں دے رہے ہیں؟۔ So he just said کہ یہاں اپوزیشن کے لئے WiFi یا موجود نہیں ہے۔ That was really shocking for me, internet facility کہ یہاں جو لوگ بیٹھے ہیں، ضروری نہیں کہ جس constituency سے ہم elect ہو کر although. آئے ہیں کہ یہاں People are hundred percent have given us votes. جب ہم ایک اپیکر آ کر عبدالقدوس بنجو ہمارے اپیکر صاحب respected within two and half hours اگر You people are sitting in opposition اس سے کوئی دس مرتبہ کہا کہ I think opposition is آپ میری بات مان جاتے تو میں یہ کر دیتا۔ آپ کی خاطر میں نے یہ کیا۔ تو یہ representors یہاں not the enemy of government. ہوں گے although from which party they belongs, opposition is کہ ہم ان چیزوں کو identify کریں۔ ہم gaps کو basically identify کریں ہم چیزوں کو streamline پر لے جانے کی ضرورت پر بات کریں گے۔ یہاں یہیں ہے کہ ہم forth-foot ایک جنگ لڑ رہے ہیں۔ We are on boundaries, that you are sitting on red-seats and میں جام کمال we are sitting on blue-seats and some-one is on green-seats. صاحب کی بات کو بالکل second کرتی ہوں کہ We are here for unity. کہ اگر یہاں بیٹھے ہوئے پارلیمنٹ میں ایک اپوزیشن کے ساتھ یہ باتیں بارہا ہو رہی ہیں۔ کہ جو چیزیں اس طرح دیا جاتا ہے جو ہمارے ground کے لوگ ہیں تو ان کی حالت زار میں کہاں لے کر جاؤں، جنہوں نے آپ کو، جو

ہو کر آئے ہیں ان کو ووٹ نہیں کیا۔ تو یہاں بیٹھے ہوئے لوگ 15 سالوں سے یہاں آ رہے ہیں۔ کچھ elect لوگ 18 سالوں سے آ رہے ہیں۔ کچھ لوگ 30 سالوں سے بھی میں نے سنا ہے آ رہے ہیں۔ ایک لیکن یہ ہے کہ وہاں پھر ان لوگوں کی حالت زار کیا ہو گی جب یہاں 65 کی پارلیمنٹ میں بیٹھی ہوئی اپوزیشن کو بارہا یہ بتیں سننے کا بمل رہی ہیں۔ ایک stinky-room ہونی expectations positive without WiFi ہے۔ تو میں پھر مزید میری We are here to work, we are here to serve, we are not contractors. We are Law-Makers, we are Legislators. With this hope Insha-Allah, I hope گے تو hopefully we will go and serve for the betterment of Balochistan and

Thank you so much! -جناب اسپیکر!

جناب ڈپٹی اسپیکر:

جیسے آپ نے کہا، ہمارا بھی یہاں پہلا دن ہے۔ انشاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہو گا۔ اپوزیشن اور گورنمنٹ میں بیٹھے ہوئے اراکین ہمارے لئے معزز ہیں اُن میں کوئی فرق نہیں ہو گا انشاء اللہ آپ کو ہم یہ دکھا بھی دیں گے جا کر بلکہ اپوزیشن کو زیادہ سنا جائے گا اور ان کو زیادہ اہمیت دی جائیگی انشاء اللہ۔ جی میرضیاء اللہ صاحب!

میرضیاء اللہ لانگو:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنِ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔ (بلوچی کا اردو ترجمہ)۔ سب سے پہلے میں نواز ادہ سراج خان رئیسانی جو کہ شہید ہوئے اور بلوچستان عمومی پارٹی کے دوسو پچاس زخمی و رکرڑ کو مسلمان پیش کرتا ہوں۔ اسپیکر صاحب! آپ کو ڈپٹی اسپیکر اور میر عبدالقدوس بن جو صاحب کو اسپیکر اور تمام دوستوں کو جو اپنے اپنے حلقوں سے منتخب ہو کے آئے ہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

خیر مبارک۔ میر صاحب! اگر اردو میں بات کریں تو سب کی سمجھ میں آ جائے کی۔

میرضیاء اللہ لانگو:

جناب اسپیکر! میری پہلی مرتبہ ہے اس اسمبلی میں، میں سب دوستوں سے، سینئر ز سے، اپنے نئے

دوسروں سے یہی موقع رکھتا ہوں کہ اس اسمبلی کو کہ جس طرح ماضی میں ہمارے سیاستدانوں نے اس تو قید برائے قید کے لئے استعمال کیا۔ تو بھی ہمیں یہ عہد کرنا ہے کہ ہم اپنے پارٹی مفادات اور دوسرے مفادات سے ہٹ کر اس اسمبلی کو انشاء اللہ بلوچستان اور بلوچستان کے لوگوں کے حقوق کے لئے استعمال کریں گے۔ میں ایک مرتبہ پھر آپ کو اور اسپیکر صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں آپ سب کا شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ۔ سردار عبدالرحمن کھیڑان صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

شکر یہ جناب اسپیکر۔ سب سے پہلے میں میر عبدالقدوس بن بخش کو بطور اسپیکر اور آپ کو ڈپٹی اسپیکر منتخب ہونے پر میں اپنے دل کی گہرائیوں سے اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ سردار صاحب۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

میں دو تین منٹ لوں گا۔ میں آپ کی اور سارے دوستوں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آج ہمارا پہلا اجلاس ہے۔ جس میں اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ہوا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ اس وقت آدھا شہر ہمیں گالیاں دے رہا ہے۔ بہت ہی بڑے طریقے سے ٹریفک جام ہے ایک بوشنیں رکی ہوئی ہیں آدھے سے زیادہ شہر اس وقت packed-jam ہے۔ تو وہ ہمارے لئے پھول نہیں بھیج رہے ہیں بلکہ پہلا ہی دن سے ہمارا استقبال انٹریشنل قائم کی abuses سے ہو رہا ہے۔ تو میری گزارش ہو گی دوستوں سے کہ ہمارے پاس پانچ سال پڑے ہیں۔ ہم اپنے علاقائی مسائل یا سیاسی طور پر اپنی معلومات یا رونایا جو ہماری grievances ہیں وہ کسی اور ثانیم کے لئے رکھ دیں۔ آج ہم صرف اور صرف اس ہاؤس کی حد تک مبارکباد اور اس میں جیسے محترمہ نے کہا کہ ہمارے لئے WiFi system یا دوچار چیزیں ہیں میں یہاں اُن کی نشاندہی کروں گا کہ اس حد تک رہیں۔ تو میں اگر تقریر کرنے پر آؤں تو میں چار پانچ گھنٹے easily کر سکتا ہوں لیکن میں نہیں کروں گا۔ اتنے مسائل ہیں یا جو بھی سلسلہ ہے میں اُس میں نہیں جاؤں گا۔ میری گزارش یہ ہو گی کہ سب سے پہلے اس ہاؤس کا، ہم دو سالوں تک، شکرالحمد للہ میرا اور میرے خاندان کا یہ آٹھواں نواں بلکہ 46 سالوں سے ہم اس ہاؤس کا حصہ ہیں۔ تو چھلا جو tenure گزرا ہے۔ میں ان پنجز پر تھا زیرے صاحب اور یہ لوگ ان پنجز پر تھے۔ تو ہم

جو بھی کہتے تھے ہمیں وہ نہیں مانا گیا۔ بنیادی ہمارا جو مسئلہ ہے اس ہاؤس کا جناب اپیکر صاحب! یہ نوٹ کر لیں سیکرٹری صاحب بھی یہ نوٹ کر لیں ہمارا ساؤنڈ سسٹم اتنا بیکار ہے کہ چیخ چیخ کے یا پھر تھوڑی آواز ادھر دیں گے تو، یہ ہماری تین نسلوں کا، میرا خیال ہے کہ اس کو نکال کر آ رکا یوڈیو پارٹمنٹ میں رکھنا چاہیے تاکہ تاریخ رہے کہ ہماری تین چار نسلیں یہ ساؤنڈ سسٹم استعمال کر چکی ہیں۔ عبدالقدوس بزنجوا صاحب جب وہ چیف منستر تھے انہوں نے کہا کہ ہم نے first-priority funds release کر دیے ہیں۔ تو کسی کا چیخ کے یہ ہونی چاہیے کہ ساؤنڈ سسٹم جدید طور پر جس طریقے سے سندھ اسمبلی میں یا KPK میں install کیا گیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ کرسیوں کی پوزیشن یہ ہے جیسے کسی گاڑی کا ٹائر پنچھر ہو جائے اس پوزیشن میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو یہ فرنچر۔ میں ادھر joke بھی آپ کو سناؤں کہ ہم اس اسمبلی میں تھے احسان شاہ صاحب فناں منستر تھے وہ تقریر کر رہے تھے، شاہ صاحب! آپ کو یاد ہو گا حفظ لونی کا۔ تو انہوں نے کہا کہ with due apologize کہ انہوں نے کہا کہ جی ایجو کیشن کی مدیں پانچ ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ تو وہ کرسی پر میری طرح جھوول رہا تھا۔ اُس نے کہا بھر۔ پھر انہوں نے آگے جا کر کے ہیلٹھ کا کہا کہ اتنے ارب روپے تو اُس نے کہا کہ بھر۔ تیسری مرتبہ کرسی سمیت ڈُز نیچے گر گیا۔ بڑی مشکل سے وہ ہیوی تھا تو اُس کو سنبھالا۔ تو اُب ہم جو بیٹھے ہیں کرسیوں پر پوزیشن یہ ہے کہ کسی ٹائم بھی وہ حفظ لونی صاحب والا کام ہمارے ساتھ کہیں نہ ہو جائے۔ تو kindly، اس کے لئے بھی funds release ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگلا آنے والا اجلاس سے پہلے ان فرنچر زاویر یہ کارپٹ کو تبدیل کریں۔ اس کارپٹ کو اگر انھائیں تو میرا خیال ہے اس کے نیچے ایک فٹ dusts ہوں گی پتہ نہیں کس زمانے سے ہے۔ اسمبلی کا عملہ گواہ ہے یہ بنیادی چیزیں ہیں جیسے محترمہ نے کہا کہ WiFi system تو یہ ان کا حق ہے۔ اپیکر کے پاس لگا ہوا ہے M.C کے چیبیر میں ہے تو یہ تو اتنی cost ہے۔ تو اُنہیں کرتا ہے چار پانچ ہزار روپے کا ہے اپوزیشن کا جو خواتین چیبیر ہے اُس میں اُن کو دینا چاہیے کیونکہ یہ آج کی ضرورت ہے۔ تیسرا میں نے اس پر جاؤں گا کہ interaction جو ہے آپس میں ہماری ایم پی ایز جو 65 کا ایوان ہے۔ اس میں میں نے پچھلی دفعہ بھی suggestions دی تھی کہ جیسے کہ سیکرٹریٹ میں تمام سیکرٹریز، کمشنز، ڈپٹی کمشنز کو، گورنمنٹ لیوں پر موبائل لے کر کے دیئے گئے ہیں۔ اور اُن میں تمام نمبرز by-name by-fide کیئے گئے ہیں۔ تو اسی طریقے سے 65 ہم ممبر ہیں اُس میں سیکرٹریز، کمشنز جو already official ہے اُنکے پاس ہیں وہ فیڈ کر کے یہ موبائل ہر ممبر کو دیا جائے۔ تو یہ کوئی اتنا خاص cost نہیں کرتا ہے۔ اچھے سے اچھا موبائل لے کر کے دیں گے تو 65 کا ایوان ہے ساٹھ مینٹھ لا کھروپے کا خرچ ہے جس میں ایک ویگو گاڑی کے برابر ہے۔ تو اُس میں یہ ہو گا کہ

آپ عوامی نمائندے کے طور پر اگر کسی سیکرٹری کو فون کرتے ہیں۔ وہ بہانہ کرتا ہے کہ جی! میرے پاس آپ کا نمبر ہی نہیں تھا۔ جب یہ اس طریقے سے اُن کو ملے گا۔ چیف منسٹر کو ملا ہوا ہے۔ چیف منسٹر کا آفیشل نمبر ہے۔ تو اس طریقے سے یہ آفیشل نمبر زسب کو مل جائیں تاکہ وہ بہانہ بیور و کریٹس کا، یا ایک دوسرا کے ساتھ interaction کا تو وہ ختم جائے۔ تو یہ جو lack of interaction ہو گی یہ ختم ہو جائے گی۔ چوتھے لیوں پر رہائش کا مسئلہ ہے۔ جو ہمارے lodges ہیں وہ جان جمالی صاحب کے دور میں شروع ہوئے ہیں۔ اور ابھی تک وہ انک رہے ہیں۔ ایم پی ایز ہاصل کا بُرا حال ہے۔۔۔ (مداخلت) کورم پورا ہے جی؟

جناب ڈپٹی اسپیکر:

پورا ہے۔ سردار صاحب تھوڑا مختصر کریں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران:

جی۔ تو ہمارے دوست جو باہر سے آئے ہوئے ہیں بہت تکلیف میں ہیں جو اچھے ہو ٹلوں کو afford نہیں کر سکتے سفید پوش لوگ ہیں۔ ایم پی ایز ہاصل تو بالکل permanent۔ ایک کمرہ تو میں بتا سکتا ہوں نشاندہی کر سکتا ہوں کہ وہ پچھلے آٹھ سالوں سے ایک سب انجینئر کے کنٹرول میں ہے وہاں حالت یہ ہے۔ تو یہ جو lodges ہیں ان کے لئے آپ کے سیکرٹریٹ سے ٹھیکیدار کو directions چلی جائیں کہ جو بھی ایم پی ایز ہیں اُن کے حوالے کیتے جائیں۔ باقی میرے فاضل دوست نے کہا کہ یہ ایکشن دھاندی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اتنے صاف اور شفاف ایکشن جو اس دفعہ ہوئے ہیں کبھی بھی نہیں ہوئے ہوں گے۔ عوام نے صحیح ذیلہ کیا ہوا ہے۔ پہلے تھوپے جاتے تھے، میں گھر اپنی میں نہیں جاؤں گا میں کسی کے پارٹی کے یا کسی کے، زبردستی کی جاتی تھی وہ چیز بند ہوئی اور جودو دھکا دو دھکا اور پانی کا پانی اس ایوان میں پہنچ گیا۔ میرا خیال ہے کہ سارے ساتھی میرے ساتھ اتفاق کریں گے کہ اگر ایسی بات ہوتی تو وہ جو cream تھی۔ بلوچستان عوامی پارٹی کو کوئی اور نام دیا جا رہا ہے۔ اُس کی مطلب ۔۔۔ (مداخلت)۔ وہ آپ لوگ دیتے ہیں کہ جی سرکار کی پارٹی ہے ہم نہیں کہتے ہم عوامی ہیں جام کمال صاحب کی قیادت میں انشاء اللہ یہ وقت ثابت کرے گا کہ یہ پارٹی واقعی بلوچستان کے حقوق کا اس کی محرومیوں کا ازالہ کرے گی۔ P.T.I. with the coordination with your party، جو مرکز میں ہے۔ ہم ان کی، ہمارے جو ساتھی ہیں عوامی ایشیش پارٹی، بی این پی (عوامی)، ہزارہ ڈیکوریٹیک پارٹی، جے ڈبلیو پی اور یہ سارے ہم مل کے انشاء اللہ۔ پہلے جو حالات ہوتے تھے وہ ہمیں پتہ ہے کہ کس طریقے سے اُن پنځر کے ساتھ

ہوئے ہم ان پھر کو بھی ساتھ لے کر جلیں گے انشاء اللہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

انشاء اللہ۔

سردار عبدالرحمن کھیڑان:

اور ہم نے اس بلوچستان میں ان پانچ سالوں میں جام صاحب کی قیادت میں ہم نے انشاء اللہ پرسوں اٹھارہ تاریخ سے بہت کچھ تبدیلیاں دکھانی ہیں۔ جیسے عمران خان کا نعرہ ہے کہ ہم نے ملک میں تبدیلیاں لانی ہیں۔ تو ہم ابھی تک فی الحال یک آف کی پوزیشن میں ہیں۔ approach میں ہے ہم بلوچستان سے لیں گے اور بلوچستان میں ہم change کھائیں گے انشاء اللہ۔ تو گزارش یہ ہے کہ میں مبارکباد پیش کرتا ہوں میں اپنی انتظامیہ کو، law enforcement agencies کو، ایکشن کمیشن آف پاکستان کو، مگر ان حکومت کے جو ہمارے وزیر اعلیٰ تھے مع اُس کے ٹیم کے۔ اور چیف سیکرٹری اور دوسرے جو بھی اس میں concerned تھے، اور مرکزی لیول پر جو ہمارے care-takers تھے۔ میں سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان میں خاص کر اتنے پُر امن اور خوبصورت طریقے سے ایکشن کبھی بھی نہیں ہوئے جو اس دفعہ ہوئے ہیں۔ تو ان الفاظ کے ساتھ میں ایک مرتبہ پھر آپ کو خاص کر سردار بابر! آپ میرا ہمسایہ ہیں۔ آپ کی فیملی نے بہت ہی عذاب اٹھائے ہیں آپ نے بڑی لاشیں دیکھی ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑا کرم کیا ہے۔ آپ منتخب ہو کے آئے ہیں اور آتے ہی ہم اللہ آپ ایک وی آئی پی پوزیشن پر آگئے ہیں۔ میں دل کی گہرائیوں سے بخیثت ایک ہمسایہ کے ایک دوست کے آپ کی، آپ کے باپ، آپ کے دادا، تین چار نسلوں سے آپ کے ساتھ ہماری دوستی ہے۔ تو میں آپ کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر خصوصی کرم کیا ہے اور میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسی طریقے سے آپ پر کرم کرے۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر:

شکر یہ سردار صاحب! آپ نے اچھی باتیں کیں۔ انشاء اللہ جب تک ہم نئی کرسیاں اور یہ نئی چیزیں لائیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ زیادہ ان پر rounds کریں کہ گرنہ پڑیں۔ جی زمرک خان اچکزئی۔

انجیسٹر زمرک خان اچکزئی:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ میں آپ کو اور میر عبد القدوں صاحب کو

مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ حقیقت میں میں اتنا کہوں ابھی تو میں تفصیلی بات نہیں کر سکتا کہ جو مجھے جو کرنا چاہیے۔

اسمبلی کے حوالے سے اب سارے نکل گئے ہیں میرے خیال سے اگر دوستوں کی خواہش ہے۔

جناب اختر حسین لانگو:

جناب اسپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

زمرک اچکزئی صاحب! آپ کی مہربانی مبارکباد دینے کی۔ سیکرٹری صاحب! دیکھیں کورم پورا ہے یا نہیں؟ اچھا اچکزئی صاحب! مختصر الفاظ میں آپ اپنی بات پوری کر دیں، مبارکباد تک رہیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی:

میں دو منٹ بات کروں گا اس سے زیادہ نہیں۔ میں صرف اپوزیشن کے دوستوں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے بھی پانچ سال وہاں پیٹھ کے گزارے ہیں۔ اگر اس طرح پہلے دن انہوں نے شروع کیا تو میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ اس اسمبلی کو ہم صحیح چلانے کی کوشش کریں گے۔ میں سابقہ دور میں، ان کو اتنا یاد دلاتا ہوں کہ سابقہ دور میں جو حکومتیں چلی ہیں کم از کم ان کو بھی وہ پرانی اپنی یادیں یاد کرنی چاہیں کہ انہوں نے کیا کیا کارنا مے یہاں کیئے تھے۔ پھر میں آئندہ بات کروں گا next-time آپ مجھے موقع دیں گے۔ آپ کو اور قدوس صاحب کو ایک مرتبہ پھر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

خیر مبارک۔ شکریہ آپ کا۔ کورم کی گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر:

عدم کورم کے باعث، اب اسمبلی کا اجلاس مورخ 18 اگست 2018ء، روز ہفتہ بوقت صبح 11:00

بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے، جس میں قائد ایوان کا انتخاب عمل میں لا یا جائے گا۔ والسلام۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 10 بجے 50 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

58

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

59

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

60

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

61

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

62

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

63

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

64

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

65

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

66

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

67

16 آگسٹ 2018ء، (مباحثات)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

68